ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور







پاکستان قومی اتحاد کا پرچم



جیتے گا دل آرا ہَل

ملک کی آنکھ کا تارا ہَل!
دہقانوں، مزدوروں کو
دکھیاروں کا یہ غم خوار
اپنے وقت کا ذوالقرنین
کہتے ہیں مزدور کسان
ناداروں کے دل کی ہوک
گلیوں میں گونجی تکبیر!
اعدائے دیں کے حق میں
قصرِ استبداد کو اب
ہارے گی خونیں تلوار!
ظلم و جبر کی وادی میں
غفلت کے اندھیاروں میں
بھوکے ننگوں کی تسکین
حق اور باطل کے مابین!

قوم کا راج دلارا ہَل
جان اور دل سے پیارا ہَل
بے چاروں کا چارا ہَل
اپنے دَور کا دارا ہَل
آپ کا اور ہمارا ہَل!
درویشوں کا نعرہ ہَل
کھیتوں میں للکارا ہَل
شُعلہ اور شرارا ہَل
کر دے گا پارا پارا ہَل
جیتے گا دل آرا ہَل
چلے گا پھر دوبارا ہَل
مارے گا چمکارا ہَل
قدرت کا شہ پارا ہَل
کر دے گا بٹوارا ہَل!

گھور اندھیروں میں اکرام
نُور کا اِک فوّارا ہَل!

اکرامُ القادری

اداریہ

اکرام القادری

آمریت کے دلدادہ

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کراچی کے نشتر پارک میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جس قسم کے خیالات و افکار کا اظہار کیا ہے وہ واضح طور پر ان کے مضطربانہ جذبات اور بوکھلاہٹ کی دلیل ہے۔ وزیر اعظم گویا ہوئے کہ:

"متضاد خیال اپوزیشن لیڈر ملکی نظم و نسق چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، سونے اور نجی مکانوں قومی تحویل میں نہیں لیا جائے گا، آج کی دنیا میں قیمتوں کو کم کرنا ممکن نہیں، اپوزیشن جھوٹے وعدے کرتی ہے، میں نے افراط زر پر قابو پانے کے لیے تیسری دنیا کی سربراہی کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کی ہے، تنخواہوں میں اضافہ انتخابات کے بعد کیا جائے گا، خوددار اور باشعور لوگ اپوزیشن کو ووٹ دیکر اپنا ووٹ ضائع نہیں کریں گے۔ مستزاد یہ کہ میں سیاست سے ریٹائر ہو سکتا ہوں مفتی محمود کو اپنا لیڈر تسلیم نہیں کر سکتا"۔

جناب وزیر اعظم کی طویل و عریض تقریر کے مندرجہ بالا "شہ پاروں" سے اپوزیشن کی ملک گیر خداداد مقبولیت و پذیرائی کے سامنے ان کی بے چارگی اور پسپائی کا اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں۔ بھٹو صاحب نے اپنے خفیہ اہلکاروں کی سروے رپورٹ سے مطمئن ہو کر یہ سوچتے ہوئے عام انتخابات کی تاریخوں کا اعلان کر دیا تھا کہ مخالف جماعتیں کسی صورت متحد و یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس ضمن میں تحریک استقلال اور جمعیۃ علماء پاکستان کی سرگرمیوں سے وہ کچھ زیادہ ہی مطمئن تھے۔ انہیں کب علم تھا کہ یہ روزِ بد بھی دیکھنا پڑے گا کہ اپوزیشن رہنما اپنی سیاسی بصیرت، دور رسی اور ملک و قوم کے وسیع تر مفادات کے پیشِ نظر ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر ایک پرچم، ایک منشور، اور ایک ہی نشان کے تحت انتخاب کے میدان میں کود کر حکمران پارٹی کے تمام منصوبوں، تمام پروگراموں اور تمام چالوں کو خاک میں ملا دیں گے۔ اور ان کی سوچ کا تانا بانا تارِ عنکبوت ثابت ہوگا۔

اب جناب بھٹو اور ان کی پارٹی اس گمراہ کن اور بے بنیاد پروپیگنڈے کے سہارے جی رہے ہیں کہ حزب اختلاف کا اتحاد برقرار نہیں رہ سکے گا۔ پہلے ارباب اقتدار اس خوش فہمی کا شکار تھے کہ حزب اختلاف والے متحد نہیں رہ سکتے۔ اب اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ رہنما مستقبل میں متحد نہیں رہ سکتے، مگر ان کا یہ خیال بھی خیالِ خام ہی ثابت ہوگا۔

حکمران پارٹی کے مقابلے میں پاکستان قومی اتحاد کے محب وطن رہنماؤں نے متفقہ امیدوار کھڑے کرنے کا مرحلہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر جس خوبی سے طے کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ حکمران جماعت نے اپنی پارٹی کے مفاد پرست اور لقندرے قسم کے کارکنوں کو یہ جھانسا دے کر ان کا حوصلہ بلند کرنے کی کوشش کی تھی کہ اپوزیشن والے سیٹوں کی تقسیم پر دست و گریباں ہو جائیں گے، لیکن جب یہ امید بھی بر نہ آئی تو اب اس آس پر جینا شروع کیا ہوا ہے اور یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ متضاد خیال لیڈر ملک کا نظم و نسق نہیں چلا سکیں گے۔

ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ بنیادی مسائل میں اپوزیشن لیڈر ہم آہنگ اور یک جان و دو قالب ہیں اپوزیشن کے اتحاد کی بنیاد دو ایسے مستحکم ستونوں پر کھڑی ہے جسے باد مخالف کا کوئی تھپیڑا اور سیل طاغوتیت



ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۵

جمعۃ المبارک ۴ فروری ۱۹۷۷ء / ۱۵ صفر ۱۳۹۷ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

پرنٹر پبلشر ... پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ سے شائع کیا

کا کوئی ریلا متزلزل نہیں کر سکتا۔ اپوزیشن رہنما بیک زبان اس ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ اور جمہوریت کے فروغ کا نعرہ لگا رہے ہیں اور یہی ان کی منزل و منتہا ہے، پاکستان میں اس کی نظریاتی اساسی نظام شریعت کے نفاذ اور آمریت کے مکمل استیحصال پر حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والے ہر فرد ایمان رکھتا ہے۔

بھٹو صاحب کا یہ کہنا کہ میں سیاست سے ریٹائر ہو سکتا ہوں، مفتی محمود کو اپنا لیڈر تسلیم نہیں کر سکتا کھلے طور پر ان کی آمرانہ ذہنیت اور جھوٹی انا کا غماز ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے بھٹو صاحب نے غیر شعوری طور پر اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ ان کا جمہوری قدروں پر یقین نہیں، بلکہ وہ آمریت کے دل دادہ ہیں۔

اگر جناب بھٹو دل کی گہرائیوں سے جمہوری اقدار پر یقین رکھتے جیسا کہ وہ اکثر و بیشتر اعلانات کرتے رہتے ہیں تو وہ یہ کہتے کہ ملک کے عوام جسے اپنا لیڈر منتخب کر لیں وہ میرا لیڈر ہو گا اور میں اس کی قیادت میں ملک و قوم کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہونگا۔ خواہ وہ عوام کا منتخب نمایندہ مفتی محمود ہو یا کوئی اور۔

اس موقع پر ہم ایئر مارشل اصغر خان کی حب الوطنی اور جمہوریت پسندی کو سلام کرتے ہیں جنہوں نے نشتر پارک کراچی کے لاکھوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کھلے دل و دماغ سے یہ اعلان کیا کہ مفتی محمود میرے قاید اور میرے لیڈر ہیں مجھے ان کی فراست و بصیرت پر اعتماد ہے اور میں ان کے سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں، کہاں وہ آمریت پرستی اور کہاں یہ جمہوریت پسندی۔

رہا بھٹو صاحب کا یہ کہنا کہ میں اس وقت کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ مفتی محمود کرنل قذافی اور تیسری دنیا کے عظیم لیڈروں کے ساتھ بیٹھے ہوں۔

ہم اس سلسلے میں عرض کریں گے کہ اس قسم کی پستیوں اور بچگانہ باتوں سے مفتی محمود کی عظمت کے سورج کو گہنایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ان چھچھوری باتوں سے ان کا سیاسی قد کاٹھ کوتاہ ہو سکتا ہے بھٹو صاحب خود سوچیں کہ وہ مفتی محمود کے ساتھ کتنی مرتبہ بیٹھے ہیں، کیا وہ اس وقت مفتی محمود کے حضور کانپتے اور لرزتے رہے ہیں۔ انہوں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ آیندہ میں مفتی محمود کے مدِ مقابل نہیں ہونگا اگر انہیں اپنی کہی ہوئی یہ بات بھول نہیں گئی تو ایفائے عہد کا تقاضا ہے کہ وہ مفتی محمود کے راستے سے ہٹ جائیں اور انہیں اپنے قابلِ احترام رفقاء کے تعاون سے پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں لانے دیں۔ بھٹو صاحب اپنے قول کا پاس کرتے ہوتے مفتی محمود کی راہ کا سنگِ گراں نہ بنیں۔

جہاں تک تیسری دنیا کے عظیم رہنماؤں اور خصوصاً کرنل قذافی کے ساتھ بیٹھنے کا تعلق ہے تو ہم اعتماد اور یقین سے کہتے ہیں کہ کرنل قذافی اور تیسری دنیا کے عظیم رہنما مفتی محمود ایسے مردِ قلندر اور درویشِ خدامست کے پہلو میں بیٹھ کر فخر و ابتہاج محسوس کریں گے۔ تیسری دنیا کے رہنما اور کرنل قذافی اور مفتی محمود کو، ایک بہادر، صاحبِ بصیرت اور ظلم کے آگے نہ جھکنے والے بااصول انسان کی حیثیت سے آج بھی جانتے ہیں اور کل بھی ان کی معیت کو اپنے لیے سعادت خیال کریں گے۔ انسان زر و جوہر کی ترازو میں نہیں تولے جاتے۔ بلکہ اپنے بے لوث کردار سے پہچانے جاتے ہیں۔

تحریر: عنایت اللہ خان

ساٹو - جنوبی نصف کرے کے لئے امریکہ کا نیا فوجی منصوبہ

آسٹریلیا سے لاطینی امریکہ تک فوجی سرگرمیوں کو مربوط کیا جائے گا

قارئین کرام! ساٹو سے مراد جاپان کے سابق وزیر اعظم ساٹو قطعی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو معاہدہ شمالی اوقیانوس (ناٹو) کے جڑواں بھائی معاہدہ جنوبی اوقیانوس کا انگریزی مخفف ہے۔ معاہدہ جنوبی اوقیانوس (SATO) جو ایک طویل عرصے سے زیر غور تھا۔ اب گذشتہ چند مہینوں سے بڑی تیزی کے ساتھ شکل اختیار کر رہا ہے۔ اس کا ثبوت اس اعلان سے ملتا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ اس سال جنوری و فروری میں بحیرۂ کیریبیئن میں پورٹوریکو کے ساحل کے قریب ہونے والی معاہدۂ شمالی اوقیانوس کی فوجی مشقوں میں لاطینی امریکہ کا ملک برازیل بھی شرکت کرے گا۔ ان مشقوں کو "آپریشن کیری بکس" کا نام دیا گیا ہے۔

ساٹو سے جنوبی افریقہ کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں جنوبی افریقہ کی گوری نسل پرست اقلیتی حکومت کی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ براعظم افریقہ میں انگولا، موزمبیق اور گنی لبساؤ کی آزادی کے بعد رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کے نسل پرستوں کے خلاف افریقی حریت پسندوں کی جدوجہد میں بڑی تیزی آگئی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں رہوڈیشیا کی نسل پرست ایان اسمتھ حکومت افریقی حریت پسندوں کو اقتدار کی منتقلی کے لئے جینوا مذاکرات پر آمادہ ہو گئی ہے۔ گو کہ ابھی تک ان مذاکرات کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے۔ اس کے باوجود یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ رہوڈیشیا میں نسل پرست اقتدار کا خاتمہ قریب ہے۔ اور جنوبی افریقہ کے نسل پرست حکمران تنہا رہ جائیں گے۔ یوں بھی بین الاقوامی برادری میں ان نسل پرستوں کی تنہائی بڑھ رہی ہے۔ اور اسی تنہائی سے بچنے کے لئے انہوں نے انگولا کی جدوجہد آزادی کو کچلنے کے لئے امریکہ کے ساتھ مل کر مداخلت کی تھی۔ لیکن اس مداخلت کا نتیجہ انکی خواہشات اور امیدوں کے برعکس نکلا چنانچہ اپنی اس تنہائی کو ختم کرنے اور اس کے گرد تنگ ہونے ہوتے تحریک آزادی کے گھیرے کو توڑنے کے لئے جنوبی افریقہ کے سفید فام نسل پرست بحر اوقیانوس کے اس پار لاطینی امریکہ میں برازیل، یوراگوئے اور ارجنٹائنا جیسے فسطائی حکمرانوں کے ساتھ اپنا ربط ضبط بڑھانا چاہتے ہیں اور براعظم افریقہ میں امریکہ کے اشتراک سے اپنی جارحانہ اور غاصبانہ کاروائیوں کو قانونی حیثیت دینا چاہتے ہیں ادھر برازیل میں ایسے قدامت پرست فوجی حلقوں کی کمی نہیں ہے۔ جو ناٹو کی طرز کے کسی فوجی بلاک کے ذریعۂ امریکی حکمت عملی کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ واشنگٹن پوسٹ نے ان فوجی عناصر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عناصر معاہدۂ جنوبی اوقیانوس کے ذریعے امریکہ کے ساتھ قریبی فوجی اور سیاسی تعاون کو لاطینی امریکہ میں کمیونسٹ خیالات کی روک تھام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ انہی عناصر کو مخاطب کرتے ہوئے جنوبی امریکہ کی بحریہ کے سربراہ جیمس جانسن نے کہا ہے کہ ہم بیرونی مدد کے بغیر اس علاقے میں گھوم پھر نہیں سکتے ہیں۔ اس علاقے سے مراد ان کی تیل کی تجارت کی آبی شاہراہ تھی۔ انہوں نے تیل برآمد ملکوں کے فیصلوں اور افریقہ میں تحریک آزادی کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے علاقے کو ایک ایسی کمیونسٹ جھیل قرار دیا جس پر روسی پرچم بردار جہاز چھائے ہوئے ہیں۔

آسٹریلیا کے موجودہ قدامت پسند وزیر اعظم میلکم فریزر کے بھی کچھ اسی قسم کے خیالات ہیں۔ آسٹریلوی وزیر اعظم آئندہ چند دنوں میں نئے امریکی صدر جمی کارٹر سے ملنے واشنگٹن جائیں گے۔ جمی کارٹر سے اپنی ملاقات میں جہاں وہ امریکی ہتھیاروں اور الف ۱۱۱ اسی قسم کے جاسوسی جہازوں کی خریداری کے سوال پر گفتگو کریں گے وہاں بحر ہند میں امریکہ اور آسٹریلیا کی مشترکہ سرگرمیوں کے سوال پر بھی مذاکرات کریں گے۔ یوں تو امریکہ اس وقت آسٹریلیا سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ اپنے فوجی اخراجات میں اضافہ کرے اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور امریکہ کے فوجی بلاک ANZUS کے اخراجات میں اپنے حصے میں اضافہ کرے۔ آسٹریلوی وزیر اعظم میلکم فریزر ان امریکی مطالبات سے بھی آگے کی بات کرتا ہے۔ اس نے سابق وزیر اعظم وٹلم کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا ہے۔ جس کے ذریعہ انہوں نے آسٹریلوی بندرگاہوں میں امریکہ ایٹمی جہازوں اور آبدوزوں کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ اب فریزر نے نہ صرف ان جہازوں کی آسٹریلیا میں آمد کی اجازت دی ہے۔ بلکہ اپنے ہاں ان ایٹمی جہازوں اور آبدوزوں کے اڈے قائم کرنے کی پیش کش بھی کی ہے۔ تاکہ بحر ہند اور اس کی آبی گزرگاہوں پر امریکہ کو مکمل بالادستی حاصل ہو اور تیل اور دوسرا خام مال پیدا کرنے والے افروایشیائی ملک اپنے خام مال کی قیمتوں میں کوئی اضافہ کرنا چاہیں تو انہیں فوجی دباؤ کے ذریعہ اپنے فیصلے بدلنے پر مجبور کیا جائے۔ اس مقصد سے امریکہ پہلے ہی فوجی حکومت گردی کے ذریعہ تھائی لینڈ میں اپنے فوجی اڈوں کو محفوظ کرا لیا ہے۔ اور اب آسٹریلیا کے ذریعہ انڈونیشیا پر دباؤ

ڈال رہا ہے کہ وہ بھی اس امریکی منصوبے میں شامل ہو جاتے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آسٹریلیا میں پہلے ہی کئی امریکی فوجی اور جاسوسی اڈے موجود ہیں۔ اور اب ایک نیا ریڈیائی مرکز قائم کیا جا رہا ہے۔ جو بحر ہند میں موجود امریکی ایٹمی جہازوں اور آب دوزوں کی رہنمائی کرے گا۔ اور پیغامات وصول کرے گا۔ یہاں یہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی فوجوں نے کئی سال تک ویت نام کی تحریک آزادی کے خلاف جنگ میں حصّہ لیا تھا۔

اس وقت آسٹریلیا بحر ہند کو امن کا خطہ قرار دینے اور جنوب مشرقی ایشیا کو غیر جانبدار علاقہ قرار دینے کی تحریک کا علاقے میں سب سے بڑا مخالف ہے بہر حال قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اس وقت یہ کوشش کر رہا ہے کہ آسٹریلیا سے لاطینی امریکہ تک پورے جنوبی نصف کرّے کو فوجی بلاکوں کے ذریعہ منسلک کرے۔ اور اس نصف کرّے کو اپنے لئے محفوظ کرے۔

اس نئے منصوبے کے حق میں امریکہ اور اس کے ہم خیال ملکوں کی حکومتیں جو دلیل دے رہی ہیں۔ وہ ہے علاقے میں روسی اثرات کا پھیلاؤ اور روس کا بحری خطرہ۔ لیکن اس سلسلے میں ہانگ کانگ سے شائع ہونے والے انگریزی ہفت روزہ "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" اور نیوز ویک میں شائع ہونے والی رپورٹیں بڑی دلچسپ ہیں۔ روس کی جانب سے بحری خطرے کے نظریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" رکھتا ہے کہ "بحر ہند کی فوجی حقیقتوں پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہے کہ علاقے میں امریکہ کو مکمل بالادستی حاصل ہے۔ اور امریکہ کے مرد (MIRV) میزائیل بآسانی سوویت یونین کے شہروں کو نشانہ بنا سکتے ہیں"۔ اسی طرح بحر اوقیانوس میں بھی امریکہ ہی کو بالادستی حاصل ہے اور دونوں سمندروں میں امریکی فوجی اڈوں اور فوجوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کی صحیح تعداد بتانا بڑا مشکل ہے۔

اسی طرح امریکی ہفت روزہ نیوز ویک نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں امریکی محکمہ دفاع پنٹاگون اور سی آئی اے کے تجزیہ کاروں کی رپورٹوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ سی آئی اے کے تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ روس کسی بھی حالت میں جنگ نہیں چاہتا ہے۔ بلکہ اس کی کوششیں صرف اپنے دفاع اور سلامتی کو مستحکم کرنے کی حد تک محدود ہیں یہی وجہ ہے کہ روس فوجی اور سیاسی کسی بھی قسم کی اہم بازی شروع نہیں کرے گا۔ نیوز ویک نے اپنی رپورٹ میں ایک امریکی اخبار نویس سے سوویت رہنما لیونڈ برزنیف کی گفتگو بھی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ برژنیف نے اس اخبار نویس کو بتایا کہ سوویت یونین آج کے اہم مسئلہ یعنی ایٹمی جنگ کے تدارک کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ نیوز ویک کی اس رپورٹ کو برژنیف کی اس تقریر سے بھی تقویت ملتی ہے، جو انہوں نے ایک روسی شہر تولا کو اعزاز دیتے ہوئے کی تھی۔

اپنی اس تقریر میں برژنیف نے دنیا کو یقین دلایا کہ ان کا ملک جارحیت کے راستے پر کبھی نہیں چلے گا اور کبھی بھی دوسری قوموں کے خلاف تلوار نہیں اٹھائے گا۔ انہوں نے عالمی امن کے استحکام پہ زور دیا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے ٹھوس تجویزیں پیش کیں۔ جن میں اسلحہ کی دوڑ میں کمی۔ ایٹمی ہتھیاروں میں کمی اور ان کے پھیلاؤ کا تدارک کرنا، سرد جنگ کا خاتمہ کرنا اور بین الاقوامی تنازعات کو مذاکرات کے ذریعہ پرامن طریقوں سے طے کرنے کی تجویزیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

ادھر امریکہ کے نئے صدر جمی کارٹر نے بھی ایک طرف تو یہ اعلان کیا ہے کہ امریکہ اب بھی سوویت یونین کے مقابلے میں فوجی اعتبار سے طاقتور ہے تو دوسری طرف انہوں نے مہلک ہتھیاروں میں کمی کے مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لئے اس سال سوویت لیڈر برژنیف سے ملاقات کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

یوں تو صدر جمی کارٹر نے اپنی انتخابی مہم کے دوران میں یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ برسر اقتدار آنے کے بعد امریکہ کے موجودہ ایک کھرب بارہ ارب ڈالر کے فوجی بجٹ میں پانچ تا سات ارب ڈالر کی کمی کریں گے۔ مگر جیسا کہ نیوز ویک کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ صدر کارٹر اپنا یہ وعدہ پورا نہیں کر سکیں گے، کیونکہ پنٹاگون کے جنرل ان پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ امریکہ کے فوجی مصارف میں چالیس ارب ڈالر کا مزید اضافہ کریں ان حالات میں جب امریکہ پہلے ہی فوجی اعتبار سے روس سے طاقتور ہے۔ اور روس کی جانب سے بار بار کسی قسم کی جارحانہ کاروائی نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی جا رہی ہے تو پھر امریکی حکام اور جنرل فوجی اخراجات میں اضافہ کرتے اور ناٹو کی طرز پر ایک اور فوجی بلاک ساٹو قائم کرنے پر اتنا اصرار کیوں کر رہے ہیں؟

اس سوال کا جواب اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ امریکہ اپنے دوسرے فوجی بلاکوں کی طرح ساٹو کے ذریعہ بھی تیسری دنیا کو مرغوب اور بلیک میل کر کے اسے ایک نئے بین الاقوامی معاشی اور تجارتی تعلقات کے نظام کے قیام کی جدوجہد سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اور تیسری دنیا کے ملکوں میں اپنے سرمائے اور اس کی سرگرمیوں کے لئے تحفظ چاہتا ہے۔ تیسری دنیا میں امریکی مفادات کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف بحر ہند کے ساحلوں میں اس وقت امریکہ کا دس ارب ڈالر سرمایہ لگا ہوا ہے۔ جو تیسری دنیا کی معاشی خود مختاری کی جدوجہد کی وجہ سے خطرے میں نظر آ رہا ہے۔ جیسے ہم ویت نام، لاؤس، کمبوڈیا میں اور افریقہ میں انگولا موزمبیق اور گنی بساؤ میں امریکی حکمت عملی کی شکست اور جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا میں حریت پسندوں کی بڑھتی ہوئی یلغاروں کی صورت میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اس کا ایک رخ تیل بر آمد ملکوں کے فیصلوں اور معاشی خود مختاری کے لئے تیسری دنیا کی عمومی جدوجہد اور سوشلسٹ ملکوں کی جانب سے اس جدوجہد کی صورت میں بھی نظر آتا ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے امریکہ جہاں ناٹو، سنٹو اور انزس جیسے فوجی بلاکوں میں نئی جان ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہاں نظریاتی تخریب، تیسری دنیا میں پھوٹ ڈالنے اور روسی خطرے کا ہوا کھڑا کر کے کچھ ملکوں کو اپنے ساتھ ملا کر نئے فوجی بلاک بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جبکہ سوویت حکومت یہ تجویز پیش کر رہی ہے کہ ناٹو اور وارسا پیکٹ کو ختم کر دیا جائے۔ بحر ہند کو امن کا خطہ بنانے کی خاطر اس سمندر سے فوجی اڈے ختم کر دیئے جائیں۔ یہ تجویزیں اس نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بھی پیش کی تھیں۔ جن کی تیسری دنیا نے حمایت کی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نئے صدر جمی کارٹر کی خواہشات ان کے عملی اقدامات سے کسی حد تک مطابقت رکھتی ہیں۔ اس پر اس بات کا دار و مدار ہے کہ کارٹر اور برژنیف

کے درمیان ہونے والی آئندہ ملاقات کس حد تک کامیاب اور دنیا کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

رازدان کے قلم سے

بلوچستان کا سیاسی موسم

پاکستان قومی اتحاد

بلوچستان کے رہنماؤں کی مُشترکہ پریس کانفرنس

یہ مشترکہ کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر المدینہ ہوٹل میں کی گئی

(۱)

پاکستان قومی اتحاد کے فیصلہ کے مطابق صرف صوبہ بلوچستان میں اتحاد میں شامل اپوزیشن کی تمام جماعتیں قومی اور صوبائی دونوں سطح پر عام انتخابات میں حصہ نہ لے گی۔ باوجود اس کے اپوزیشن کی تمام جماعتوں کے پاس قومی اور صوبائی نشستوں کیلئے نہایت موزوں نمایندے موجود ہیں، لیکن بائیکاٹ کا فیصلہ ان چند در چند وجوہ کی بنا پر کیا گیا ہے جن کی موجودگی میں آزادانہ و منصفانہ انتخابات کا انعقاد نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔

(۲)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں بلوچستان کی واضح اکثریت نے پیپلز پارٹی کو مسترد کر کے اپنے عوامی نمایندے منتخب کر لیے اور پیپلز پارٹی پورے بلوچستان میں ایک سیٹ بھی نہ جیت سکی۔ اور ان کے نمایندوں کی ضمانتیں بھی ضبط ہوگئیں۔ چنانچہ پیپلز پارٹی کو بلوچستانی عوام کا یہ طرز عمل ناگوار گذرا جس کا بلوچستان کے عوام سے انتقام لینے کی خاطر متشددانہ حکمت کے تحت بلوچستان میں اپنے شخصی اقتدار کو مسلط کرنے اور اپنی گرفت کی مضبوطی کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیئے جس کے نتیجے میں فوج کو یہاں کے چپہ چپہ پر پھیلا دیا۔ اور یہاں کے عوام کے منتخب نمایندوں کو حکومت سے محروم کر کے اپنی جعلی اکثریت قائم کی اور اس طرح صوبے میں سیاسی بے چینی پیدا کر دی۔ تخویف اور تحریص کے ذریعہ ممبران قومی اسمبلی کے ضمیر اور ایمان کو خریدا گیا اور جو خریدے نہ جا سکے انہیں پس دیوار زندان رکھا گیا۔ یا قتل کر دیا گیا۔ اس طرح سے اُس صوبائی اسمبلی میں جہاں سے پیپلز پارٹی کا ایک ممبر بھی منتخب نہیں ہوا تھا اس صوبے کی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنا ڈالی۔

(۳)

بغیر کسی سیاسی معقول تصفیہ اور افہام و تفہیم کے خصوصی طور پر مری اور جھلوان کے علاقوں میں تسلسل کے ساتھ بڑے بڑے فوجی آپریشن کرائے گئے۔ جس سے باہمی کشت و خون کے علاوہ پورے صوبے میں خوف و ہراس کی فضا قائم ہوگئی اور اس خوف و ہراس کے نتیجے میں صوبہ کے سینکڑوں خاندان دوسرے علاقوں میں اپنے تحفظ کی خاطر نقل مکانی کر گئے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت بلوچستان میں فوج، فیڈرل سیکورٹی فورس، بلوچستان کانسٹیبلری اور ملیشیا کی ایک بہت بڑی تعداد تعینات ہے۔ اس مسلح افواج کو بجائے ملکی سرحدات کے ملک کے اندرونی علاقوں میں تعینات کر کے عوام میں خوف و ہراس پھیلا کر سیاسی گھٹن کی فضا قائم کی گئی۔ ایسے نامساعد حالات اور مکدر فضا میں کسی قسم کی آزادانہ سیاسی سرگرمیاں ممکن نہیں رہیں۔ بلوچستان پر مزید یہ ستم کیا گیا کہ سول انتظامی عہدوں پر فوجی آفیسرز تعینات کیے گئے۔ حتیٰ کہ تعلیمی اداروں میں بھی علمی شخصیتوں کو نظر انداز کر کے فوجی افسران مقرر کر دیے گئے۔ تاکہ انتخابات کے دوران بھرپور طریقہ سے دھاندلیاں کی جائیں۔

علاوہ ازیں ایسے قوانین لاگو کیے گئے ہیں جن کی موجودگی میں اظہار رائے کی آزادی مفقود ہو کر رہ گئی ہے۔ مثال کے طور پر دفعہ ۱۴۴ یوں تو پورے ملک سے اٹھائی گئی ہے، مگر کوئٹہ شہر میں کسی چوک پر بلکہ شہر کے تمام ایریئے میں جلسہ اور جلوس کی ممانعت کے لیے متبادل احکام نافذ کیے گئے ہیں۔ ان قوانین کی موجودگی میں اس حلقہ انتخاب کے کسی علاقے میں کوئی نمایندہ تقریر اور اجتماع نہیں کر سکتا، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ کوئی نمایندہ بھی ووٹروں کو اپنے خیالات سے آگاہ نہیں کر سکتا۔

صوبہ میں جہاں جہاں پولنگ اسٹیشن بنائے گئے ہیں ابھی سے وہاں پر کافی تعداد میں ملٹری، ایف، ایس، ایف، پولیس، ملیشیا اور بلوچستان کانسٹیبلری کو تعینات کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ حکمران پارٹی کو اپنے من مانے نتائج برآمد کرنے میں کوئی عوامی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ اور خوفزدہ عوام سے خوف و ہراس کی فضا میں اپنے حق میں حکمران جماعت ووٹ ڈلوا لے۔

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خصوصی طور پر بلوچستان میں جہاں آبادی کم اور نسبتاً پھیلی ہوئی ہے وہاں دھاندلی کے ایسے طریقے اختیار کیے جائیں گے کہ بلیٹ بکسوں سے صرف حکمران پارٹی کے حق میں ہونے والے بیلٹ پیپر نکلیں گے۔ اور اس کے لیے تمام صوبے میں بے تحاشہ انتظامی تبدیلیاں کی گئی ہیں اور جو لوگ نقل مکانی کر کے دیگر علاقوں میں چلے گئے ہیں ان کے ووٹ ان کی مرضی کے خلاف، پی پی پی کے حق میں استعمال کروائے جائیں گے۔ صوبہ بلوچستان کے ان مخصوص حالات کی بنا پر پاکستان قومی اتحاد نے صرف بلوچستان کی حد تک، قومی اور صوبائی اسمبلی

باقی صفحہ ۱۰ پر

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

از سید عطاء الرحمٰن جعفری - بی اے (آنرز)
سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ -

چھ سال کی محلاتی سازشوں اور آمرانہ دور دورہ کے بعد خدائے قدوس نے اسلامیان پاکستان کو یہ توفیق ارزانی فرمائی ہے کہ وہ ایسے امیدواران کو منتخب کریں جو نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

نظریہ پاکستان ان اصولوں کا نام ہے جن کی بنیاد پر مملکت پاکستان قائم ہوئی۔ پاکستان کی تحریک اس بنیاد پر تھی کہ مسلمان اپنے دین و مذہب کی اساس پر ایک الگ قوم ہیں۔ ان کا نظام فکر، نظام معاش نظام سیاست اور نظام حیات جداگانہ ہے۔ قرآن حکیم میں اس کے حدود موجود ہیں۔ چنانچہ مسلمان ہندوستان کو تقسیم کر کے الگ وطن بنانا اور اس میں اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسلام ہی اس کا نصب العین ہے۔ یہی وجہ تھی کہ تحریک پاکستان کے دنوں میں:

پاکستان کا مطلب کیا؟

لا الٰہ الا اللہ — !

کا نعرہ بلند ہوتا رہا۔ اور مسلمان یہی سمجھتے رہے کہ ہم اسلامی معاشرہ کے فرد، اسلامی مملکت کی رعایا، اور اسلامی حکمرانوں کو منتخب کرنے والے ہیں۔ اسی نعرہ کی بدولت ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے لاکھوں مہاجرین کے خاک و خون میں غلطاں قافلے پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہوتے رہے اور خدا کا شکر بجا لاتے رہے۔ کہ وہ ایک ایسے دیس میں داخل ہو رہے ہیں جہاں اسلام کے اصولوں کے مطابق حکومت ہوگی۔ وہ یہ حقیقت سمجھتے تھے کہ ؎

روٹی کپڑا اور مکان — سب کا ضامن ہے قرآن

وہ اس اسلامی سلطنت میں ایک نئی صبح کے طلوع کے منتظر تھے۔ جو اسلام کے تابندہ اصولوں کی نوید عام ہو۔

آج جب ہم ربع صدی قبل کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک گونہ حیرت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ کامرانی اس لیے حاصل ہوئی کہ ہم نے آزادی کی جنگ کسی ازم کے لیے نہیں، بلکہ اسلام کے نام سے لڑی تھی۔ آزادی صبح خون میں نہا کر طلوع ہوئی تھی — ! لاکھوں آنکھیں — اپنے چہیتوں اور جگر گوشوں کی دائمی جدائی پر خون کے آنسو ضرور رو رہی تھیں۔ لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں کے تاروں کی قربانی اس احساس اور علم کے ساتھ دی تھی کہ سحر ہمیشہ خون صد ہزار انجم سے پیدا ہوتی ہے۔ آفتاب عالمتاب طلوع ہوتا ہے تو ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں — !

علماء حق حضرت مفتی محمود کی قیادت میں میدان عمل میں آچکے ہیں اسی میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کا سہرا انہی علماء حق کے سر پر ہوگا۔ یہ علما گلشن اسلام کے سچے عاشق ہیں۔ یہ ان بوریہ نشین سلف صالحین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے تھے۔ ان کی زندگیاں گو سادہ ہیں، لیکن ان کے خیالات کی بلندی کو کون پہونچ سکتا ہے۔ یہ کھدر کا موٹا موٹا لباس زیب تن کرتے اور سادہ خوراک کھاتے ہیں، لیکن مت بھولیے کہ:

نان جویں پہ ہے مدار قوت حیدری

ان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں خلافت راشدہ کا نظام قائم کیا جائے۔ تاکہ عدل، اخوت اور مساوات کے اصولوں پر اسلامی معاشرہ استوار کیا جائے۔

سیاسی مدوجزر کے بعد آمرانہ سازشوں کا تار پود بکھر گیا۔ اسلامیان پاکستان اب پاکستان قومی اتحاد کے ستاروں والے سبز پرچم تلے جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ پاکستان کا سیاسی مطلع جو گرد و غبار سے اٹا پڑا تھا اب ایک روشن اور صاف ستھری سیاست کو دعوت عمل دے رہا ہے۔ طاغوتی طاقتوں اور لادینیت کے گھٹا ٹوپ بادل جو افق پر چھائے ہوئے تھے اب کافور ہو رہے ہیں ہیں — ! ؎

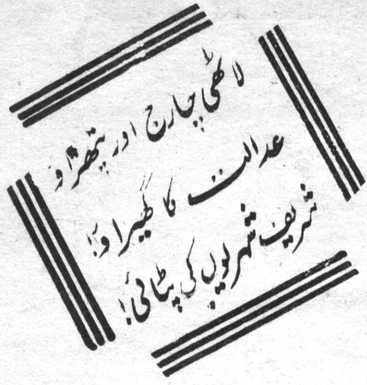
یہ شرط ہے رات کے اندھیروں سے اک نیا آفتاب ابھرے
فقط ستاروں کا ڈوب جانا ہی دلیل سحر نہیں!

پاکستان قومی اتحاد معرض وجود میں آچکا ہے پاکستان قومی اتحاد نظام مصطفےٰ کا داعی ہے۔ ایک جامع اسلامی آئین کو ترتیب دے کر:

۱۔ اسلامی معاشی نظام بروئے کار لایا جائیگا۔
۲۔ آزاد خارجہ پالیسی ترتیب دی جائے گی۔
۳۔ پاکستان کو امریکی سامراج اور کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں سے نجات دلائی جائے گی۔
۴۔ اسلامی ملکوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا جائیگا۔
۵۔ معاشی مسائل حل کرنے کے لیے وسیع اور مؤثر تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں گی۔
۶۔ موجودہ عدالتی نظام کو یکسر تبدیل کیا جائے گا۔ اور عدلیہ کو مکمل آزادی دی جائے گی۔ تاکہ ہر شخص کو باآسانی اور جلد از جلد انصاف مہیا ہو سکے۔

باقی صـ ۱۰ پر

محمد یعقوب شیخ ملتان



ڈی ایس پی ملتان شہر نے غنڈوں کی کمان سنبھال لی

مجسٹریٹ پولیس کی حراست میں!

پاکستان قومی اتحاد کے اُمیدوار اور اُنکے حامی گرفتار!

ملتان۔ پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ٹکٹ ملنے پر اپوزیشن سے متعلق تمام امیدوار جلوسوں کی شکل میں ضلع کچہری پہونچے۔ سب سے پہلے نور عالم قریشی کا جلوس آیا۔ اور کاغذات کی پڑتال کے بعد عدالت اے سی میں کاغذات داخل کرا دیئے گئے۔

سوشلسٹ پارٹی کے مقامی رہنما ملک عطاء اللہ بھی سُرخ پرچم کے زیر سایہ ایک پرجوش جلوس کی صورت میں آئے۔ ابھی عدالت متعلقہ بی آر کے قریب پہونچے ہی تھے کہ ڈنڈا مار کہ پولیس نے آگے بڑھ کر لاٹھی چارج کر دیا۔ اس اچانک حملہ سے بھگدڑ مچ گئی اور ملک عطاء اللہ پولیس کے بہادر جوانوں میں گھر گئے۔

پولیس کے یہ مجاہد جو بھارتی حملہ کے دوران سرحدوں سے بھاگ آئے تھے ایک نہتے شہری پر بے تحاشا لاٹھیاں چلا رہے تھے۔ ملک عطاء اللہ جو کہ ایک حادثہ کا شکار ہوئے اور طویل علالت کے بعد ابھی پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے تھے کہ ایک دفعہ پھر ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کی مرمت کرا بیٹھے ان کے کاغذ چھین لیے گئے اور ان کو ایک جھوٹے مقدمے میں ملوّث کر کے حوالات میں بند کر دیا گیا۔

ملک صاحب کے بعد ضلع ملتان کے سابق ایم این اے میاں ساجد اسی عدالت میں تنہا جانا چاہتے تھے۔ جب میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب صادق حسین قریشی ایک جلوس کی صورت میں اپنے کاغذات داخل کرا چکے تھے۔ اور اسی عدالت کا گھیراؤ پولیس نے اس طرح کر رکھا تھا کہ چڑی بھی نہ پھڑک سکے۔ مجسٹریٹ صاحب بھی بے چارے حراست میں آ کر رہ گئے۔ عدالت کو جانے والے تمام راستے تو پولیس نے بلاک کر رکھے تھے ہی چھت پر بھی مسلح پولیس پہرہ دے رہی تھی۔

شاید اسے خطرہ تھا کہ قومی اتحاد کے امیدوار ہیلی کاپٹر یا چھاتہ فوج کا سہارا لے کر چھت پر نہ آ دھمکیں۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بلا مقابلہ کامیاب کرانے کا جو ڈرامہ کیا جا رہا تھا اس کا سارا منصوبہ خاک میں مل کے نہ رہ جائے۔ نمازِ ظہر کے بعد تین بجے پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار جناب احسان باری کے تجویز کنندہ راؤ محمد ظفر اقبال صاحب ایک جلوس کی صورت میں کاغذات داخل کرانے کے لیے آگے بڑھے تو اس جلوس پر بھی پولیس جھپٹ پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کو بھگا دیا گیا۔ راؤ ظفر اقبال، شیخ خضر حیات اور محمد اشرف خان کو گرفتار کر لیا۔

اس فتح کے بعد پولیس فاتحانہ انداز میں اس خشت باری کو پناہ دیئے رہی جو پیپلز پارٹی کے غنڈے شہریوں اور وکلاء پر کر رہے تھے۔

پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے اس افسوسناک واقعہ کی اطلاع ٹیلی گرام کے ذریعہ الیکشن کمیشن، پریس اور اتحاد کے رہنماؤں کو دی گئی۔ مگر کسی اخبار نے بھی اسے شائع کرنے کی ہمت نہ کی۔ اور ٹیلی گرام رکوا دیئے۔

گرفتار ہونے والے حضرات کو ۴ بجے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ اس لیے کہ تماشہ مکمل ہو چکا تھا!!

بعض ایسے امیدوار جو سرکاری پارٹی کے لیے مسئلہ بن سکتے ہیں، ان کو ایک رات پہلے ہی پولیس سنبھال چکی تھی۔ مخدوم علمدار حسین گیلانی جو وزیر اعلیٰ صادق حسین قریشی کے مدمقابل تھے ان کو اٹھا لیا گیا۔ تحصیل کبیر والہ کے ایک مؤثر امیدوار مہر نور محمد لنگڑیال کو بھی ان کے گاؤں رحیم والا سے اٹھا کر دنیا پور کے تھانہ پہونچا دیا۔ مگر اس کے باوجود مہر صاحب کے ہوشیار کارکنوں نے کاغذات داخل کرا دیئے

اس اپریشن کے بعد جو ایک رات قبل پولیس نے کیا، نفسیاتی طور پر مہر نور محمد لنگڑیال اگر مفلوج نہ ہوئے اور انتخابی اکھاڑے میں کود پڑے تو انشاء اللہ فتح یقینی ہے۔ باقی رہا سیّد علمدار حسین گیلانی کا مسئلہ تو انہوں نے اس بات کا بھی انکار کر دیا کہ ان کو مہمان خصوصی بنایا گیا۔ اس صورت حال سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی کامیابی ان کے لیے عزت افزائی نہیں بلکہ احساس مغلوبیت قرار دی جا سکتی ہے۔ ملک بھر میں ان کی شخصیت پر طعن و تشنیع کا دروازہ کھل گیا ہے۔ جو ظلم کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ!

کمرۂ عدالت میں اُمیدواران صوبائی اسمبلی کی پٹائی

ریٹرننگ افسران کی انصاف پسندی اور پولیس حکام کی بے بسی

مجسٹریٹ درجہ اول نے بھاگ کر کمرے میں پناہ لی

بعد از خرابیٔ بسیار؟

انتخابی مہم کے دو اہم دور ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کاغذات کی پڑتال کا دن ہونا باوجود بارش اور موسم ابر آلود ہونے کے بہت سے دیہاتی سید رضی شاہ گردیزی کی قیادت میں کچہری پہنچے اور انہوں نے عدالت اے ڈی سی جنرل کا گھراؤ کر لیا۔ پولیس ان کی پشت پناہ تھی اور ڈی ایس پی سٹی کی رہنمائی میں سید رضی شاہ گردیزی کے اشاروں پر اس ڈرامہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ پڑتال کے لئے جب امیدوار آئے تو عین عدالت کے سامنے ان کو پیٹا گیا اور دھکے دے کر بھگا دیا گیا۔ کئی بار یہ ہوا۔

سید رضی شاہ گردیزی اور ڈی ایس پی سٹی برآمدہ میں سرگوشی کرتے تھے ایک دیوانہ بے ہوش ہو گیا۔ اس نے ڈی ایس پی سٹی کو کہا کہ جناب اس ڈرامہ کے کمانڈر آپ ہیں اور آپ ہی سب کچھ کر رہے ہیں تو یہ جگہ چھوڑ گئے ...رضی شاہ کو مخاطب ہوا کہ شاہ جی کربلا کا نقشہ یہی ...حق و انصاف کو پامال کر کے بھی آپ کربلا کا نام لیتے ہیں ... عدالت کے متعلق اس نے کہا یہ عدالت ... ہے۔ جس کے سامنے قانون اور امن عامہ کی ...ت دری ہو رہی ہے۔ خدا کی شان عدالت کو اپنی عظمت کا خیال آ ہی گیا۔ اور اس نے سب کاغذات درست قرار دیا۔ سوائے احسان باری کے یہ اس لئے کہ فہرست رائے دہندگان میں ان کی عمر ۲۴ سال درج ہے۔

ریٹرننگ آفیسر جناب اسلم کی عدالت میں غنڈے گھس گئے اور کمرہ عدالت میں احسان باری کو اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔

قومی اتحاد کے مرکزی رہنما اشرف خان بھی غنڈوں کے حصار میں آ گئے۔ ان کو آہنی مکوں سے مارا گیا۔ سید ولایت حسین گردیزی کو اٹھا کر زبردستی ایک جیپ میں ڈالا گیا۔ اتفاق سے کچھ وکلا موقع پر پہنچ گئے اور ان کو اس چنگل سے نجات دلائی۔

پاکستان قومی اتحاد کے نمائندوں نے ڈی آئی جی کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی ملتان سے ملاقاتیں کیں، اعلیٰ حکام نے اس تمام ڈرامہ سے بے خبری کا دانستہ یا نادانستہ انکار کیا اور آزادانہ و منصفانہ انتخاب کرانے کے لئے پرامن فضا بنانے کا وعدہ کیا۔

اراکین وفد نے بڑی تفصیل سے ان غیر جمہوری، غیر شریفانہ اور غیر قانونی حرکات کی تفاصیل سے اعلیٰ حکام کو آگاہ کیا اور ڈی ایس پی سٹی کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔

اعلیٰ حکام نے قومی اسمبلی کے امیدواروں اور صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کے اجلاس بھی طلب کر لئے ان جلسوں میں قواعد کی پابندی کرنے اور پرامن فضا قائم کرنے کی اپیل بھی ہوگی۔ اور شکایات بھی!

ملتان ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن نے ایک قرارداد منظور کی جس میں بار کے سابق صدر شیخ خضر حیات اور اشرف خان کے بیٹے زبردستی اغوا نامعلوم مقام تک لے جانے اور رات گئے تک حراست میں رکھنے کی مذمت کی گئی۔

قرارداد میں کہا گیا کہ ۲۴ جنوری کو ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور مقامی مجسٹریٹ درجہ اول سردار محمد اسلم کے دفاتر میں بھی میاں احسان باری سید ولایت حسین گردیزی اور خان محمد اشرف خان کو مارا پیٹا گیا۔ بار ایسوسی ایشن کی قرارداد میں پوری دردمندی سے حکومت اور چیف الیکشن کمشنر سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان واقعات کا فوری نوٹس لے۔ غنڈہ گردی ختم کر...

بقیہ: بلوچستان کا سیاسی موسم

کے انتخابات سے بائیکاٹ کر لیا ہے۔ مزید برآں لاڑکانہ میں پاکستان قومی اتحاد کے نامزد امیدوار مولانا جان محمد عباسی کو جس طریقے سے کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے روکا گیا، پاکستان قومی اتحاد بلوچستان اس کی شدید مذمت کرتا ہے اور مسٹر بھٹو کے بلامقابلہ کامیابی کو انتخابات پر اثر انداز ہونے کا ایک ڈھونگ قرار دیتا ہے۔

بقیہ: ..... پھر کارواں ہمارا۔

۷۔ شہری آزادیاں بحال کی جائیں گی۔ دفعہ ۱۴۴ کے منحوس سائے اٹھ جائینگے۔

۸۔ تحریر و تقریر کی آزادی ہوگی۔

۹۔ مہنگائی کے خاتمہ کے لیے مؤثر قوانین نافذ کیے جائیں گے۔

۱۰۔ پاکستان میں سوشلزم آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نوشتۂ دیوار ہے۔

۱۱۔ بے روزگاری ختم کرنے اور عام لوگوں کی اخلاقی حالت سدھارنے کے لیے وسیع اقدامات کیے جائیں گے۔

۱۲۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ایک خصوصی محکمہ قائم کیا جائے گا۔ اور نئی پود کو اسلام سے روشناس کرانے کے لیے اسلامیات کو سکولوں اور کالجوں میں لازمی مضمون قرار دیا جائے گا!

اسلامیان پاکستان کی آرزوں اور تمناؤں کا محور اب پاکستان قومی اتحاد ہے اور یہ تحریک مسلمانوں کی امنگوں کی تکمیل کی صورت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔

اے حمیّتِ قومی جوش میں آ۔ اے حب الوطنی خروش دکھلا۔ اگر ہم نے اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کیا۔ اسلامی اقدار کو بلند کرنے، آئین شریعت کے نفاذ کے لیے ووٹ دیئے حضرت مفتی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھ مضبوط کیے تو وطن عزیز اسلام کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھے گا اور ہمارے دکھوں کا مداوا ہو جائے گا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں !!
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم ... ہیں،

عصرِ جدید کا چیلنج اور اُس کا جواب

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کا طُلباءِ دارالعلوم دیوبند سے خطاب

دینی بدعات اور مُنکرات سے نبرد آزما ہونے والوں کے اخلاف کی ذمہ داری

عزیز طلبہ! آپ کے اسلاف وہ تھے جنہوں نے بدعات کے ساتھ ادنیٰ مصالحت گوارہ نہیں کی۔ آپ کے اسلاف نے آج تک مولود کے قیام کی اجازت نہیں دی۔ کتنے رسوم اور طریقے ہیں جو مسلمانوں کی زندگی میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے مذہبی فرائض اور دینی شعائر کی حیثیت اختیار کر لی ہے، لیکن آپ کا جس مکتبِ خیال اور مسلک سے تعلق ہے اس کے علما نے ہمیشہ ان کی مخالفت کی اور ان کو بدعت اور بے اصل قرار دیا۔ اس کی ان کو معاشرتی زندگی میں بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ ان کو مسجدوں سے نکالا گیا، ان پر کفر و ضلالت کے فتوے لگائے گئے، وہ بہت سے دینی مفادات اور لذتوں سے محروم رہے، لیکن انہوں نے ان چیزوں کے ساتھ ذرا بھی رواداری نہیں برتی اور کسی مداہنت اور مصلحت کوشی سے کام نہیں لیا۔ میرا خود اسی کیمپ سے تعلق ہے جو شرک و بدعات کے مقابلے میں سربکف رہا ہے، بلکہ میرا تعلق اس خاندان سے ہے جو اس سلسلے میں بہت آگے رہا ہے اور جو شرک و بدعت کے مقابلہ میں زیادہ ذکی الحس واقعہ ہوا ہے، میرا نسبی و رُوحانی اور ذہنی تعلق حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ سے ہے۔! جنہوں نے اس ملک میں احیائے توحید و سنت کی دعوت کا علم بلند کیا اور اس کے لیے جان کی بازی لگا دی ، اگر میری جرارت معاف کر دی جائے تو مَیں کہوں کہ آپ کے کیمپ میں بھی یہ خیال اور یہ دعوت و حمیت اسی کیمپ سے آئی ہے۔ اس لیے مجھے یہ پوری تاریخ عزیز ہے میں اس پورے ورثہ کو سینہ سے، بلکہ آنکھوں سے لگاتا ہوں، نہ اس پر شرمسار ہوں اور نہ اس سے دست بردار۔ میری تمام تحریریں، میری حقیر کاوشیں اور کوششیں سب اسی ورثہ کی حفاظت اسکی تبلیغ و اشاعت اور اس کی بازیافت میں صرف ہوئی ہیں۔ ۔

میں کہ میری نوا میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

میرے کوتاہ قلم نے "دعوت و عزیمت" کی داستان تفصیل سے بیان کی ہے اور اس موضوع پر ہزاروں صفحات سیاہ کیے ہیں۔ مجھ پر ان کتابوں کے مصنف کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے کہ مَیں آپ کا احتساب کروں۔

آپ ان اسلاف کے نام لیوا ہیں جنہوں نے دین میں ادنیٰ تحریف اور مسلمانوں کے ادنیٰ انحراف کو برداشت نہیں کیا۔ آپ معاملہ بدعات کا نہیں آج معاملہ انگریزی تعلیم کا نہیں۔ آج معاملہ ایک طرف شرکِ جلی؛ اصنام پرستی اور دیو مالائی عقاید (میتھالوجی) کا ہے۔ آج معاملہ برہمنی تہذیب اور ہندو معاشرت کے قبول کرنے کا ہے۔ دوسری طرف آج معاملہ مکمل لادینیت اور کمیونزم کے قبول یا رد کرنے کا ہے۔ آج معاملہ ایک ایسی قوم کی حیثیت اختیار کرنے کا ہے جس کی ساری وفاداریاں و وابستگیاں اس خاک کے ساتھ ہوں جس سے ہمارے ظاہری جسم کا خمیر اٹھتا ہے۔ اسی کے لیے جینا اور مرنا ہو۔ آج کا چیلنج اور آج کا خطرہ پچھلے تمام چیلنجوں اور خطرات سے زیادہ سنگین ہے۔ اور اس کے قبول کرنے کے لیے کہیں زیادہ ایمان اور استقامت اور کہیں زیادہ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔

موجودہ انقلاب کی برق رفتاری و ہمہ گیری!

پہلے انقلاب بڑی سست رفتاری اور آہستہ خرامی کے ساتھ آتا تھا۔ جیسا زمانہ تھا ویسا ہی انقلاب بھی وہ بیل گاڑیوں، ہاتھیوں اور اونٹوں اور زیادہ سے زیادہ تیز رفتار گھوڑوں کا زمانہ تھا۔ اس وقت انقلاب انہی سواریوں کی رفتار سے آتا تھا۔ پھر ریل چلی تو انقلاب ریل پر سفر کر کے آنے لگا۔ ہوائی جہاز چلے تو انقلاب کی رفتار تیز ہوئی، اب انقلاب ایٹمی انرجی استعمال کرتا ہے۔ آواز سے زیادہ تیز رفتار جہازوں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ دم کے دم میں گھر گھر پہونچ جاتا ہے۔

جمہوریت اور حکومت کے دائرے کی وُسعت

آج "سلطانیٔ جمہور" کا زمانہ ہے، ہمارے اُوپر پارلیمنٹ کی حکومت ہے اور اس کو آئین سازی کا پورا اختیار، پہلے حکومت کا دائرہ پہلے کی طرح دفاع، امن قائم کرنے اور ٹیکس وصول کرنے تک محدود

نہیں۔ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع پر حاوی ہے اور گھر اور باہر کی کوئی چیز اس کے دائرۂ اختیار سے خارج نہیں۔ رات پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس ہو جاتا ہے اور آج پورے ملک میں اس کا نفاذ۔ اس وقت ہم اور آپ یہاں جمع ہیں، ممکن ہے اس وقت پارلیمنٹ کا کوئی اجلاس ہو رہا ہو، وہاں کوئی قانون بن جائے اور ہماری زندگی میں کوئی اہم تبدیلی واقع ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ پرانی حکومتیں پرائیویٹ معاملات میں دخل نہیں دیتی تھیں۔ ذاتی ملکیتوں سے انکو کوئی تعلق نہیں تھا۔ آزاد درس گاہوں سے ان کا کوئی سروکار نہیں تھا۔ آپ جسے پرسنل لاء کہتے ہیں یعنی شادی بیاہ اور ترکے وغیرہ کا قانون، اس سے ان کو کوئی علاقہ نہیں تھا۔ تعلیم میں کسی خاص عقیدے، کسی خاص فکر و مقصد پر ان کو اصرار نہ تھا۔ اب دنیا بدل چکی ہے آپ کو سمجھنا چاہیے کہ آپ کس جگہ بیٹھے ہیں۔ زمانہ کے انقلاب نے آپ کو کس جگہ پر اچانک لا کھڑا کیا ہے۔ آج آپ اس محدود ماحول میں بہت خوش ہیں۔ آپ کو آج ہر طرف نورانی شکلیں نظر آتی ہیں۔ آپ کے کانوں میں قال اللہ و قال الرسول کے سوا کچھ کوئی صدا نہیں پڑتی۔ یہ آپ کا دارالحدیث ہے۔ وہ دارالتفسیر، یہ مسجد کا روحانی ماحول ہے اور یہ مدرسہ کی علمی فضا، لیکن کل جب آپ فارغ التحصیل ہو کر جائیں گے، بلکہ اب جب چھٹیوں میں اپنے گھر جائیں گے تو وہاں آپ کو بہت کچھ دنیا بدلی ہوئی نظر آئے گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی چھٹیوں تک اس ملک میں کیا تغیرات ہو جائیں گے۔ اگر آپ نے اپنے گردوپیش کی دنیا کا جائزہ نہ لیا تو آپ اس دنیا میں خود بیگانہ بن جائیں گے۔

اندرونی خطرہ

بڑے خطرے کی بات ہے کہ خود مسلمانوں کے اندر ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی ہے جو غیر مسلموں کے مقابلے میں "مدعی سست گواہ چست" کی مصداق ہے وہ اگر کوئی بات ادھ کٹی، اور دبی زبان سے کہتے ہیں تو یہ اس کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کے لیے تیار ہیں وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہاں کی مشترک تہذیب میں ضم ہو جانا چاہیے۔ اور عام امتیازات یہاں تک کہ عربی، اسلامی ناموں سے بھی جتنی مسلمانوں کی طرح دستبردار ہو جانا چاہیے۔ وہ صاف کہتے ہیں کہ اگر ہم کو ہندوستان میں رہنا ہے تو ہر اس چیز سے دستبردار ہونا پڑے گا جس میں من و تو کی تمیز پیدا ہوتی ہے، اور جو مسجد و کلیسا میں امتیاز پیدا کرتی ہے۔ اس وقت جو ذہن ہندوستان کی قیادت کر رہا ہے وہ ہر اس چیز سے بھڑک سکتا ہے جو کسی قسم کا امتیاز اور تشخص پیدا کرتی ہے۔

تعین و وضاحت
اسلام کا امتیاز

لیکن ہمارے دین کے حدود متعین ہیں۔ ہمارے دین کے اس "اکال الامم" سرزمین میں اپنی جداگانہ شکل و صورت کے ساتھ باقی رہنے کا راز اسی میں مضمر ہے کہ اس میں آریائی مذاہب کی طرح اطلاقیت یا تعینات سے گریز یا رقّت و سیالیت نہیں ہے جس نے ہمہ اوست کے عقیدہ یا وحدت ادیان کے فلسفہ کو جنم دیا۔ ہمارے یہاں کفر و ایمان، شرک و توحید، ضلالت و ہدایت اور حلال و حرام کے درمیان واضح طور پر خط کھینچا ہوا ہے۔

فمن يكفر بالطاغوت و يؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها۔ (سورہ بقرہ)

تو جو شخص سرکش سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے تو اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے وہ کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

وحدت ادیان نہیں
وحدت حق!

وہ وحدت ادیان کا نہیں، بلکہ وحدت حق کا قائل ہے۔ یعنی سب دین ایک نہیں، بلکہ حق ایک ہے وہ صاف اعلان کرتا ہے کہ:

فماذا بعد الحق الا الضلال فانى تصرفون۔

اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ (سورہ یونس)

اس کا ایک واضح اور معین نظام عقاید ہے اس کی ایک مستقل تہذیب ہے۔ مکمل قانون اور نظام معاشرت ہے اس کے لیے اس کے صحیفہ میں صاف اعلان موجود ہے کہ:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔ (سورہ مائدہ ۳)

آج ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

یہاں نہ اپنے آپ کو کوئی دھوکہ دے سکتا ہے، نہ دوسرے کو، یہاں دن کی روشنی ہے جس میں سپید و سیاہ صاف نظر آتے ہیں۔

دو حقیقت بیں آنکھیں

عزیزو! مولانا محمد قاسم صاحبؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء کو کسی چیز نے بڑا بنایا؟ ایک کو یہاں، ایک کو وہاں۔ میں ان دونوں میں کچھ فرق نہیں سمجھتا۔ میں ان کو ایک ہی چہرۂ زیبا کی دو آنکھوں کی طرح سمجھتا ہوں، دونوں روشن دونوں پاکباز اور حقیقت بیں، ایک ہی نور باطن اور ایک ہی فراست ایمانی سے دونوں کام کر رہی تھیں۔ دونوں ہی:

"اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله"

کا مصداق تھے۔

دونوں تعلیمی مرکزوں میں نصاب ایک وسیلہ تھا، مقصد نہیں، اس کے اختلافات بنیادی حیثیت نہیں رکھتے۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ اور ان کے رفقاءؒ کی تحریریں پڑھیے۔ ان کی نگاہ ان جزئیات سے بہت بلند تھی۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ انہوں نے حرب ادب کو غالب کرنے کے لیے یا تاریخ اسلام اور علوم عصریہ کو جگہ دینے کے لیے ندوۃ العلماء کی تحریک شروع کی تھی

تو اس سے بڑھ کر کوئی حق تلفی ان کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ دونوں نے اپنے اپنے زمانے کے فتنہ کا مقابلہ کیا۔ ایک نے یہاں قلعہ تعمیر کیا، دوسرے نے وہاں۔ دونوں نے اپنے اپنے زمانے کے چیلنج کو قبول کیا، اور بدلے ہوئے زمانے کے مطابق، دین کے محافظ حق کے داعی اور شریعت کے ترجمان پیدا کرنے کی کوشش کی۔ خدا ان دونوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمائے اور ان کے تمام رفقاء و معاونین کو جزائے خیر دے اور ہمیں ان کے مقاصد سمجھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصلاح و تجدید کی تاریخ میں افراد کا مقام اور کام

میرے عزیزو! اسلام میں تجدید و اصلاح کی پوری تاریخ، افراد کی اولوالعزمی کی تاریخ ہے سکتے کو یہ ملی اور اجتماعی تاریخ ہے اور بے شک ہے، لیکن علمائے یہ از اول تا آخر افراد کی صلاحیتوں، ان کے عزم و ہمت کی نمود ہے۔ جب کبھی اسلام کے لیے موت و حیات کی کوئی کشمکش پیش آئی، جب کسی طرف سے دین اسلام کو للکارا گیا تو کوئی فرد کامل کوئی صاحب عزم و ہمت ہستی سامنے آئی۔ ایسے موقع پر نہ کوئی کونسل بیٹھتی تھی، نہ کوئی مشورہ ہوتا تھا، کوئی صاحب یقین سامنے آجاتا تھا اور حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیتا تھا۔ حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ اور سیدنا حضرت حسن بصریؒ سے لے کر خاندان ولی اللّٰہی اور ان دینی مرکزوں کے بانیوں اور موجودہ دینی دعوتوں اور کوششوں کے علمبرداروں تک سب کا معاملہ یہی ہے کہ ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

حضرت مجددؒ صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا کارنامہ

اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق بالکل صحیح کہا تھا کہ ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

انہی کی کوششیں تھیں کہ ہندوستان کا رشتہ دین حجازی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹنے نہیں پایا اور وہ تہذیبی لحاظ سے برہمنیت اور فکری و اعتقادی لحاظ سے یزدانیت کے آغوش میں جانے کی بجائے شریعت محمدی کی تحویل و امانت میں رہا۔ انہیں کا مخفی ہاتھ تھا جس نے اکبر کے تخت پر بالآخر محی الدین اورنگ زیب جیسے غیور اور فقیہ بادشاہ کو بٹھایا۔ پھر اس ملک میں تجدید و احیائے دین کا جو کچھ کام ہوا، وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کے خاندان کا کارنامہ ہے۔ کیا دیوبند، کیا سہارنپور، کیا دہلی، کیا لکھنؤ۔ ہم سب انہی کے خوانِ نعمت کے ریزہ چیں ہیں۔ دار العلوم، مظاہر العلوم اور ندوہ اور کتاب و سنت کی تعلیم کی سب درسگاہیں مثلاً جماعت اہل حدیث کے مدارس جو بنارس، دربھنگہ، مئو وغیرہ میں قائم ہیں اسی ایک چراغ سے روشن کیے ہوئے ہیں۔ ان سب کا سلسلۂ نسب شاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف نامدار اور ان کے تلامذہ باکمال پر ختم ہوتا ہے۔

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

دیوبند کے طلبہ کی ذمہ داری

آپ اس مدرسہ میں تعلیم پا رہے ہیں، اس مدرسہ کا آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ اس نئے چیلنج کو قبول کریں۔ یہاں اگر کوئی آئے تو یہاں اس کو کوئی ہل چل نظر نہیں آئے گی، لیکن اس کی تہہ میں طوفان سوئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی موج ایسی اٹھ سکتی ہے جو الحاد اور بے دینی کے مرکزوں کو تزلزل کر سکتی ہے تو اسی بحر الکاہل سے ؎

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

نازک ترین دور

میں تاریخ کا ایک طالب ہوں اور تاریخ میرا ایک پسندیدہ اور محبوب موضوع ہے۔ میرا ہندوستان کی تاریخ کا جتنا مطالعہ ہے اس کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کی ہزار سالہ تاریخ میں اس سے زیادہ نازک ترین دور نہیں آیا۔ اس لیے کہ اس دور میں حالات کو بدلنے، قلب و دماغ کو متاثر کرنے، ارادوں کو فنا کرنے، جذبات کو ختم کرنے، اقدار کو تبدیل کرنے اور نکتہ نظر و طریقہ فکر میں انقلاب لانے کے اتنے وسائل کسی دور میں نہیں تھے۔ پہلے جو دور گذرے ہیں ان کے پاس کیا سامان تھا؟ کیا سیاست کی یہ شیرینی اور چاشنی تھی؟ یہ جمہوریت اور مساوات کا یہ نعرہ تھا؟ اخبارات و رسائل، پریس ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی یہ طاقت تھی؟ یہ عظیم دانش گاہیں، جامعات یونیورسٹیاں اور کالج تھے؟ جلسے اور جلوس اور پروپیگنڈے کی یہ مہارت تھی ---؟

زمانہ کے ابوالفضل و فیضی

گذشتہ دور کا سب سے بڑا فتنہ فتنۂ اکبری کہا جاتا ہے۔ کیا اس وقت اقتدار اعلیٰ کے پاس یہ علمی مراکز تھے؟ یہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہونے والے اخبارات تھے؟ یہ نئی ایجادات تھیں؟ جو مشرق کی بات کو دم کے دم میں مغرب تک پہونچا دیتی ہیں؟ بے شک اکبر کے پاس فیضی اور ابو الفضل جیسے ذہین اور باکمال لوگ تھے۔ میں ابو الفضل، فیضی کی ذہانت کا قائل ہی نہیں بلکہ اس سے مرعوب ہوں، لیکن آج کتنے ابو الفضل اور فیضی موجود ہیں۔ اس وقت وہ تنہا تھے۔ آج ان کے کام کے لیے مستقل ادارے قائم ہیں۔ ابو الفضل فیضی کے اندر کبھی دینی جذبہ انگڑائی لیتا ہوگا۔ چنانچہ فیضی ہی کے قلم سے "سواطع الالہام" جیسی حیرت انگیز تفسیر نکلی، لیکن آج کے ابو الفضل فیضی کے ان انابت بھی نہیں۔ جو اس دور کے لوگوں میں تھی۔ اسلام کے ساتھ وہ جذباتی وابستگی بھی نہیں جو اس زمانہ کے روشن خیالوں اور تجدد پسندوں کے اندر تھی۔

الحاد و تشکیک کے نئے دروازے

دوستو! فلسفہ اور علم کلام آج اپنی ہمت ک

طاقت کھو چکا ہے۔ سائنس میں بھی اب پڑھے لکھوں کو ملحد، متشکک اور منکرِ خدا بنانے کی وہ طاقت نہیں جو انیسویں صدی کے اواخر میں اور بیسویں صدی کے بالکل اوائل میں تھی۔ اب اس کو اس مقصد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر اس کے بہت سے علمبرداروں کے تغیرِ حال کی وجہ سے دینی حقائق اور خدا اور عالمِ غیب کے وجود و ثبوت کے لیے نیا مواد اور نئے دلائل پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آج فلسفہ و سائنس سے وہ الحاد اور تشکک نہیں پیدا ہو رہا ہے جس نے انیسویں صدی کے علماءِ حق کو مضطرب اور بیقرار بنا دیا تھا۔ آج کے برخلاف سیاسیات و معاشیات اور تاریخ و ادب سے الحاد و تشکیک کا کام لیا جا رہا ہے۔ علومِ عمرانیہ (سوشیالوجی) اور انگریزی ادب کے ذریعہ مذہب بیزاری اور ذہنی انتشار پیدا کیا جاتا ہے۔ آپ کے لیے شاید یہ حیرت انگیز انکشاف ہوگا۔ کہ آج بہت سی یونیورسٹیوں کے عربی و اردو کے شعبے الحاد و تشکیک کے مرکز بنے ہوئے ہیں اور شاید بعض یونیورسٹیوں میں عربی مطالعہ اسلامیات کا شعبہ دینی حیثیت سے سب سے زیادہ کمزور ہے۔

حقیقت پسندانہ جائزہ اور وسیع تیاری

ہم کو اس صورتِ حال کا وسیع النظری، وسیع القلبی اور حقیقت پسندی سے جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہم کو زندگی کے میدان میں اترنے اور اسلامی دعوت اور شریعتِ اسلامی کی حفاظت کا مقدس فریضہ اپنے ذمہ لینے سے پہلے کیا کیا تیاریاں کرنی چاہئیں اور کن کن جدید اسلحہ سے مسلح اور کن جدید طریقہ ہائے جنگ سے واقف اور ان میں ماہر ہونا چاہیئے ـ؟

آپ کے لیے تقدیرِ الٰہی نے اس زمانہ کا انتخاب کیا ہے۔ سب سے پہلے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کس زمانہ کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ـ؟ یہ بات قابلِ فکر بھی ہے، قابلِ تعریف بھی۔ ہمدردی کی مستحق بھی ہے اور مبارک بادی کی بھی۔ مبارک باد کی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا اہل سمجھا۔ اور اتنی جلیل القدر خدمت آپ کے سپرد کی۔ آپ اس ذمہ داری کو قبول کیجئے۔ وقت کے اس خطرے اور زمانہ کی اس سنگینی کو سمجھئے اور اس کی دعا کیجئے اور خدا سے توفیق مانگیے کہ جس طرح آپ کے اسلافِ کرام نے اپنے زمانے کے بدعات و تحریفات اور اس دور کے فتنوں اور ضلالتوں کو قبول نہیں کیا آپ اس وقت کی جاہلیتوں اور فتنوں کو قبول نہ کریں۔

مذہب کا مغربی تصوّر اور اُس کا فتنہ!

آپ اس چیلنج کو قبول کریں جو مذہب کو ہر قسم کے اثر و رہنمائی سے، اور زندگی میں مداخلت کرنے سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیتا ہے۔ مذہب بیزار یورپ کے اس مسلمہ اصول پر اعتقاد رکھتا ہے کہ مذہب پرائیویٹ معاملہ ہے جو ہر قسم کے آزاد نظامِ تعلیم، آزاد تعلیم گاہوں اور مکمل و ہمہ گیر تہذیب کے نظریہ کا مخالف ہے اور جن کے بعد ہندوستان کی صورتِ حال وہی ہو جائے گی جس کو علامہ اقبال نے نصف صدی پہلے کہ دیا تھا:

ملّا کو جو ہے ہند میں سجدہ کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام آزاد ہے

دیوبند کے فضلاء کتنے مؤثر اور کامیاب ہو سکتے ہیں

صرف دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اگر عزم کر لیں اور توفیقِ الٰہی ان کی دستگیری کرے تو اس صورتِ حال میں بہت کچھ تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کا جمہور و عوام سے جو ربط ہے وہ کسی دینی جماعت کا نہیں۔ ان کے سارے ہندوستان میں مدارس کا جن کو ہم مدارسِ عربیہ کہتے ہیں جال بچھا ہوا ہے اور اس درس گاہ کے علماء و فضلاء وہاں مسندِ درس پہ متمکن، عام مسلمانوں میں "ذی اعتبار" اور مساجد و محلّوں میں با اثر ہیں، لیکن اس کے لیے ایک ایسی قلندرانہ جراءت اور ایک ایسے مستانہ یقین کی ضرورت ہے جس کو دیکھ کر ترجمانِ حقیقت شاعر پکار اُٹھے ؎

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

ذہن و کردار کی تعمیر

ان نئے حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آپ کو ذہنی طور پر بھی تیار ہونا پڑے گا اور علمی طور پر بھی اور اخلاقی و روحانی طور پر بھی۔ ایک طرف آپکو جدید فتنے اور فلسفوں کی حقیقت و ماہیت کا پس منظر ان کے محرکات اور عوامل اور ان کے ارتقاء کی تاریخ کا غائر نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا کہ اپنے حریف اور مدِ مقابل کو پوری طرح پہچاننا، اس کی طاقت اور اس کے مقاصد سے واقف ہونا مقابلہ کے لیے شرطِ اوّلین ہے۔ دوسری طرف آپ کو اپنے اندر اتنی پختگی اور اتنی خود داری اور خود شناسی پیدا کرنی چاہیے کہ کوئی آپ سے آپ کے ضمیر کا، آپ کے عقیدہ کا، اور آپ کی دینی حمیت کا سودا کرنے کا خواب بھی نہ دیکھ سکے، موجودہ نظامِ تعلیم فضلاء کو ایک کفِ جو پر بکنا اور اپنے جوہر و ہنر کا نیلام کرنا سکھاتا ہے۔ مگر ہمارا نظامِ تعلیم اس کا قائل ہے کہ ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز!

موجودہ عہد کی عام ضمیر فروشی

یہ عام ضمیر فروشی اور دین فروشی کا دور ہے! بڑے بڑے صاحبِ قلم اور فاضل ہیں جن کے مطالعہ اور جن کی ذہانت کے سامنے ہماری کوئی حیثیت نہیں، لیکن ضمیر کے نام کی کوئی چیز ان کے یہاں پائی نہیں جاتی، ان کے دماغ کی جگہ پر دماغ ہے اور دل کی جگہ پر بھی دماغ ہی ہے، بلکہ ان کے پہلو میں ایک دھڑکتے ہوئے دل کے بجائے ایک رواں دواں قلم رکھا ہوا ہے جو سب کچھ لکھ سکتا ہے جس کے یہاں آخرت کی جواب دہی اور ضمیر کی ملامت اور سرزنش کا کوئی سوال نہیں۔ ان میں زمانہ کے ساتھ بدلنے اور اس مطالبوں کی ترجمانی کرنے کی غیر محدود صلاحیت ہے

نئی قیادت کی ضرورت

آپ یہاں سے مدرس بن کر نکلیں، مبارک،

باقی صفحہ ۱۶ پر

انتخابات اور ہمارا فرض

ملک محمد یوسف ناظم
نشرواشاعت
جمعیۃ علماء اسلام میانوالی

> جن کا دعویٰ ہے بیابانوں کو سنوارا ہم نے!
> ان سے پوچھو کہ اُجاڑے ہیں گلستاں کس نے؟

آپ تمام حضرات جانتے ہیں کہ پاکستان قومی اتحاد اپوزیشن جماعتوں ہی کا اتحاد نہیں، بلکہ پاکستان بھر میں جمہوریت کا دعویٰ کرنے والے لاکھوں، بلکہ کروڑوں کارکنوں کا اتحاد ہے۔ موجودہ حکومت کے پانچ سالہ دورِ حکومت میں جو جو کارہائے نمایاں سرانجام ہوئے وہ آپ حضرات سے ڈھکے چھپے نہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد شہیدؒ مولانا شمس الدین شہیدؒ اور سید منیر احمد شہیدؒ کا خون ہماری آنکھوں کے سامنے گردش کر رہا ہے ان کے قاتل ملک میں دندناتے پھر رہے ہیں ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ بھلا سوچیے! ان سے پوچھنے والا بھی کون جبکہ ان کی پشت پناہی حکومت خود کر رہی ہے۔ جب ملک و قوم کے محافظ خود قاتلوں کی سرپرستی کرنے والے ہوں، ملک میں امن و امان کی فضا کو تہ و بالا کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ اور جمہوریت کے دعویدار ملک میں ہنگامی حالات برقرار رکھ کر (جس کا اب ہندوستان اور افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم ہوجانے کے بعد کوئی جواز نہیں) دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے اور ڈی۔پی۔آر کا آزادانہ استعمال کرکے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں اور طلباء کو گرفتار کرکے جیلوں میں ٹھونس رہے ہوں تو ایسی حالت میں ملک میں امن و امان کیسے قائم رہ سکتا ہے؟ قوم کے منتخب نمائندے قومی و صوبائی اسمبلی یہ تمام حالات دیکھ کر کیسے خاموش رہ سکتے ہیں؟ اور جب قوم کے رہنما اسمبلیوں میں احتجاج کرتے ہیں تو انہیں فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعہ پٹوا کر اسمبلی ہال سے نکلوا دیا جاتا ہے۔ جب کسی جلسہ میں، کسی شہر میں اور کسی گاؤں میں احتجاج کیا جاتا ہے تو دفعہ ۱۴۴ لگا کر یہ راستہ بھی بند کر دیا جاتا ہے اور جب یہ رہنما مسجدوں میں احتجاج کرتے ہیں تو انہیں ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اتنی مہنگائی تو ایوب خان کے دور میں بھی نہیں تھی۔ جبکہ آج عالم یہ ہے کہ تین صد روپے تنخواہ پانے والے ملازم کا گذارہ از بس مشکل ہے ہر طرف فحاشی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ پیپلز پارٹی کے غنڈے جو چاہیں کرتے پھریں انہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ کسی شریف آدمی کی شرافت اور عزت محفوظ نہیں۔

پیپلز پارٹی کے وہ عہدیدار اور کارکن جو کل تک کوڑی کوڑی کے محتاج تھے۔ آج بڑی بڑی کوٹھیوں کے مالک بنے ہوئے ہیں اور جن کے پاس سائیکل تک نہیں تھا وہ آج کاروں پر ہے۔ یہ سب غریبوں کا خون چوس کر حاصل نہیں کیا گیا تو کہاں سے آیا ہے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے سات سال کا عرصہ مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن پانچ سال گذرنے کے بعد اب تک کوئی بھی ترمیم اسلامی قوانین کے مطابق پاس نہیں کی گئی۔ اور باقی دو سالوں میں کیا خاک ہوگا؟

ان پانچ سالوں میں ایسی ایسی ترامیم منظور ہوئیں جو کہ سراسر شریعت محمدی کے خلاف اور اپوزیشن رہنماؤں کو دبانے کے لیے تھیں۔ ملک و قوم کی فلاح کے لیے تم نے کیا کیا؟ سوائے اس کے کہ ملک میں روزگار کے ایسے مواقع میسر ہیں کہ ایف اے اور بی اے پاس نوجوان سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے نظر آتے ہیں۔ تعلیم مفت اور عام کر دی گئی ہے اور دوسری طرف نصابی کتابوں کی قیمتیں پہلے سے پانچ گنا زیادہ کر دی گئی ہیں۔ اشیائے صرف کا تو پوچھیے ہی کیا پہلے جو چیز ایک روپیہ کی ۲ سیر ملتی تھی اب ۱۰ روپے سیر ملتی ہے اور وہ بھی بڑی مشکل سے۔

الغرض جو چیز بھی قومی تحویل میں لی گئی وہی نایاب ہوگئی۔ کپڑے کی صنعت کو دیکھیے ۲ گز فروخت ہونے والا کپڑا پانچ روپے گز فروخت ہو رہا ہے۔ سیمنٹ کی طرف آیئے تو ایک بوری سیمنٹ خریدنے کیلیے بھی پرمٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے عوامی اور جمہوری حکومت نے، ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

آیئے وہ ہاتھ تلاش کریں جو ہم سب کو مندرجہ بالا مصیبتوں سے نجات دلا سکیں صوبائی اور قومی اسمبلیاں توڑ دی گئیں ہیں اور الیکشن مہم زوروں پر ہے۔ اپوزیشن کے نو بڑی جماعتوں کے اتحاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپوزیشن نے ملک و قوم کو تمام مشکلات سے نکالنے اور ملک میں شرعی قوانین کے نفاذ کے لیے مضبوط پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود صاحب جنہوں نے صوبہ سرحد میں ۹ مہینے حکومت کی۔ آپ وزارت اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ اگرچہ مفتی صاحب کی حکومت مرکزی حکومت کے ماتحت تھی، لیکن اس کے باوجود انہوں نے وہاں پر اسلام کے نفاذ کے وعدے کو عملی شکل دینا شروع کی مفتی صاحب

نے سب سے پہلے شراب پر مکمل پابندی عاید کی اور اس کے تمام لائسنس منسوخ کر دیئے شلوار قمیض کو سرکاری لباس قرار دے دیا۔ سکولوں اور کالجوں میں قرآن کریم کی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔ رمضان کے مہینے میں ہوٹلوں پر مکمل پابندی لگادی۔ سکولوں اور کالجوں میں داخلہ کے لیے قرآن کریم کو لازمی قرار دیا اور ابھی نہ جانے کتنے شرعی قوانین کا نفاذ عمل میں لاتے کہ مرکزی حکومت نے عراقی سفارت خانے سے اسلحہ برآمد کرا کے ایسی چال چلائی کہ مفتی صاحب کو مستعفی ہونا پڑا۔

آخر مرکزی حکومت ایسی پالیسی اختیار کرنے پر کیوں مجبور ہوئی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ملک کے باقی تینوں صوبوں پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے عوام نے بھی مفتی صاحب کے اسلامی قوانین کے نفاذ کے عمل کو سراہا۔ اور مرکزی حکومت سے اسلامی قانون کے نفاذ کا مطالبہ شروع کر دیا تھا اور حکومت ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے کہ اسلامی قانون کے نفاذ کے بعد ساری قوم ایک جیسی ہو جاتی، اونچ و اعلیٰ کا امتیاز ختم ہو جاتا اور حکمران ٹولہ کے اللے تللے ختم ہو جاتے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا غریب ترین ٹکٹ اب عوام کا خون چوس چوس کر امیر ترین بن چکا ہے اگر اسلامی قانون کا نفاذ ہوتا تو اس قسم کی ناانصافیاں از خود ختم ہو جاتیں۔

پاکستان قومی اتحاد میں نو جماعتیں شامل ہیں۔ ان کا جھنڈا، منشور، اور نشان ایک ہے۔ جھنڈے کا رنگ سبز ہے اور اس پر ستارے بنائے گئے ہیں۔ قومی اتحاد کے منشور کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا۔ قومی اتحاد نے حکمران پارٹی کے ہر امیدوار کے مدمقابل اپنا ایک امیدوار کھڑا کرنے کا پروگرام بنایا ہے جو کہ کامیابی و کامرانی مظہر ہے۔ اور انشاء اللہ قومی اتحاد فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوگا۔

تمام حالات آپ کے سامنے ہیں اور آپ نے اپنا حق استعمال کرنا ہے۔ ووٹ قوم کی مقدس امانت ہوتی ہے۔ جسے امانت دار تک پہونچانا آپکی ذمہ داری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو امانت میں خیانت کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے"!!

اب آپ ہی نے وہ ہاتھ تلاش کرنے ہیں جو اس مقدس امانت کے امین ہوں اور خیانت سے مبرا ہوں۔ خداوند کریم ہم سب کو ایسے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی توفیق عطا فرمائے جو کہ:

اس ملک میں صحیح اسلامی قانون کا نفاذ عمل میں لانے کی صلاحیت رکھتے ہوں ــــ جب شریعت محمدی کا نفاذ عمل میں آگیا تو:

ملک سے یقینی طور پر بے حیائی، فحاشی، غنڈہ گردی بھوک، افلاس، بے روزگاری، چور بازاری بلیک مارکیٹنگ اور سمگلنگ کا خاتمہ ہو جائیگا۔

خداوند ہم سب کو شریعتِ محمدی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: عصر جدید کا چیلنج

آپ علمی متون کے شارح ہوں مبارک، آپ واعظ و خطیب ہوں مبارک۔ آپ کتابوں کے مصنف ہوں مبارک لیکن اس وقت زمانہ کو اس سے زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔ اس وقت زمانہ کو ان مردان کار کی ضرورت ہے جو اس نئے دور کو ایک نئی فکری قیادت ایک نیا دینی اعتماد، ایک روحانی و اخلاقی قوت عطا کر سکیں۔ ایسا نہ ہوا تو ہندوستانی مسلمانوں کے لیے بڑا خطرہ ہے اور اس ملک کے لیے بھی۔ آج زمین ہمارے پاؤں تلے سے نکلتی جارہی ہے اور بالکل وہی حال ہے جس کی قرآن مجید نے اپنے معجزانہ الفاظ میں تصویر کھینچی ہے کہ:

اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها.

(سورۂ رعد ۴۱)

"اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں"

وضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم۔ (سورہ توبہ ۱۱۸)

اور زمین باوجود (اتنی فراخی کے ان پہ تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں ان پر دوبھر ہوگئیں"

آج ہم جس زمین پر کھڑے ہوئے ہیں اور جس پر دینی و علمی مرکزوں کے قلعے تعمیر کر رہے ہیں، وہ پتھر کی چٹان یا مسطح میدان نہیں ہے وہ ریت کا ایک تودہ ہے، جس کے ذروں کو ہواؤں کے طوفان اڑا رہے ہیں اور جو برابر ہمارے نیچے سے کھسک رہی ہے۔ یہ وہی زمین ہے جس کو قرآن مجید نے کثیباً مہیلاً کہا ہے۔

حقیقت شناسی اور خود شناسی

دوستو! قبل اس کے کہ زمانہ آپ کو سبق دے زمانہ بے درد اور بے رحم حقائق آپ کی آنکھیں کھولیں آپ خود آنکھ کھولنے اور روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ گرد و پیش کی دنیا کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اچانک آپ کو انقلاب روزگار نے کہاں لا کھڑا کر دیا ہے۔ کہاں مولانا محمد قاسمؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ اور مولانا شبلی کا عہد اور کہاں آپ کا عہد۔ اگر آپ عزم کے ساتھ اس انداز پر اپنے ذہنوں کی تعمیر کریں اور اساتذہ کرام رہنمائی فرمائیں کہ جب آپ اس محدود دنیا سے نکلیں تو آپ اس وسیع دنیا کے (جس میں آپ کو زندگی گزارنا ہے) حقائق سے آنکھیں ملا سکیں، حالات سے پنجہ آزمائی کر سکیں۔

آپ کے اسی گروہ کے اندر ان بوسیدہ کپڑوں اور نحیف جسموں میں شیر خفتہ ہیں۔ آپ ہی کے اندر ایسے پاک نفس داعی اور بے لوث مصلح ہیں جن سے آپ بھی بے خبر ہیں اور آپ کے اساتذہ بھی اور آپکے دوست و رفیق بھی۔ میں انہیں خوابیدہ صلاحیتوں کو اپنی اس کمزور اور ناتواں آواز سے دستک دے رہا ہوں۔ کاش! کہ میری آواز ان دروازوں کے پار پہونچ جائے اور سونے والوں میں بیداری پیدا ہو اور آپ اپنی بے کراں صلاحیتوں سے واقف ہوں۔ اقبال نے ہلال عید کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں آپ کو کہتا ہوں: ؎

بر خود نظر کشا ز تہی دامنی مرنج!
در سینۂ تو ماہ تمامے نہادہ اند

ضیاءالرحمن فاروقی
ناظم شعبۂ تصنیف مدرسہ فاروقیہ ڈرگ کالونی کراچی

اسلامی حکومت کے فرائض

● ساری کائنات مل کر آج تک اسلام سے بہتر کوئی نصب العین پیش نہیں کر سکی

● غیر مسلم مؤرخین بھی اسلامی طرز حکومت کو انسانیت کا معراج قرار دیئے بغیر نہ رہ سکے

● اسلام ایک ایسا فطری نظام ہے جس کی عطوفتوں سے زندگی کے ہر موڑ نے نشو ونما پائی ہے

اسلام دنیا کا وہ درخشاں نظام ہے جس کے سایۂ عاطفت سے گمراہ معاشروں، ناکام حکومتوں، بے راہ طبقہ ہائے اور بیشتر بھٹکی ہوئی اقوام نے اصول زندگانی و جہانداری پائے۔ آخر دنیا نے دیکھ لیا جس نے بھی اسلام کے معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی لائحۂ عمل کو راہ عمل بنایا وہ دنیائے تمدن کا تاجدار بن گیا۔ اسی نصب العین کا تقاضا ہے۔

- ہر انسان دوسرے کی عزت کرے،
- بیمار کی عیادت کی جائے،
- ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے،
- کسی کو ستایا نہ جائے،
- زیادتی نہ کی جائے
- کسی کے متعلق برا نہ سوچا جائے،
- عدل و انصاف سے رخ نہ موڑا جائے،
- ہر ایک سے بھلائی کی جائے،
- معاہدوں کو پورا کیا جائے،
- عزت و آبرو کا پاس رکھا جائے،
- بیوی، بچوں، رشتہ داروں کے حقوق ادا کئے جائیں،
- سود خوری اور حرام خوری سے بچا جائے،
- برائی سے روکا جائے، اور نیکی کا حکم دیا جائے،

یہ سماجی اور اخلاقی شہ پاروں کا سرسری خاکہ تھا۔ اس صحبت میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اسلامی حکومت کے وہ کون سے فرائض ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر عرب کے بدوؤں کا جان سوز معاشرہ اخلاق و عمل کا گہوارہ بن گیا۔ اقوام مشرق کا شکستہ سفینہ کس طرح طوفانی سمندر کی موجوں سے نکل کر ساحل مراد تک پہنچ گیا۔ قبائل عرب کے مایوس دلوں کی تیرگی کس طرح صفحۂ قلب سے محو ہو گئی۔ اور نصف دنیا کے قلوب جو افسردگی کی خاک تلے سوئے ہوئے تھے۔ کس طرح اقلیم امن کے شہریار بن گئے جن کے سامنے بتوں کی تاریکی اپنا منہ کھولے کھڑی تھی۔ اور جن کی زندگیوں کا جہاز ضلالت و گمراہی کے صحراؤں میں قدم بہ قدم صعوبتوں کے تھپیڑوں کا سزاوار تھا۔ وہ کس طرح اٹھے اور دنیا کو تہذیب و شائستگی کا درس دینے لگے۔ روم و فارس کے رخ موڑ دیئے۔ عنان عدل کے سائے میں جو آیا بیدار ہو گیا۔ وہ جہاں گئے فاتح ہوتے جدھر نکلتے ان کے قدموں کے نیچے فتح سمٹتی جاتی تھی آخر وہ کیا نظام حکومت تھا جس کے اصول و قوانین ایسے واضح اور اٹل تھے کہ اس کی عظمتوں سے زندگی کا ہر موڑ نشو ونما پا رہا ہے۔ اس فطری اور خدائی قانون کی حامل اسلامی حکومت کی مرکزی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ان کا اجمالی نقشہ ملاحظہ ہو۔

اسلامی حکومت اپنی حکمت عملی کے سیاسی دائرہ میں خود کو ایک خدائی تنظیم سمجھتی ہے

اس کے حلقۂ کار کی پوری حکومت اور ماتحتی کا دار و مدار کائنات کے ایک خدا کی بالادستی پر ہے سربراہ مملکت خدا کا نائب، نمائندہ اور اس کی مملکت کا ذمہ دار ہے۔

سیاسی نیابت کے طور پر اسلامی حکومت کے تمام قوانین درج ذیل قوانین کی اساس پر مبنی ہونگے۔

ا۔ قانون قرآن، ب۔ قانون سنت
ج۔ قانون صحابہؓ د۔ قانون اجماع
ر۔ قانون شوریٰ، ط۔ قانون امامت
ف۔ قانون اجتہاد، ع۔ قانون فقہ
م۔ ارتقاء مسائل کے لئے عصر حاضر کے فقہاء کی مشاورت،

اسلامی حکومت برسر اقتدار آتے ہی ریاست کے تمام غیر اسلامی قوانین منسوخ کرتی ہے

تمام سابقہ غیر اسلامی قوانین کو نہایت حکمت عملی سے ختم کرنا اس کے محاسن میں سے ہے۔

اسلامی حکومت سب سے پہلے دستوری دفعات پر توجہ کرتی ہے

جس کی طاقت سے وہ پورے ملک میں نظام کار کی تشکیل کرتی ہے۔

اسلامی مشاورت کمیٹی کا قیام

جس میں علماء اور قانون ساز دانشور جمع ہوں۔

حفاظت مذہب

مذہب کے حقوق اور اس کے تمام ضابطوں کی حفاظت اسلامی حکومت کا پہلا فرض ہے۔ یعنی مذہب کی قوت کمزور نہ ہو تاکہ قوم زوال کی طرف نہ جانے پائے اور اس کاروائی میں ہر اختلال کا سرکاٹ دے۔

حفاظت امن

امام راغبؒ کی تصریح کے مطابق اسلامی حکومت کے اولین فرائض سے ملک میں قیام امن ہے۔ یعنی:

- سوسائٹی کے اختلافات کی اصلاح
- ظلم اور زیادتی کے خلاف تحریک
- ڈاکہ، قتل، چوری، ننگ عزت، زنا، شراب اور جوا کا کلیۃً خاتمہ اور اس کے مرتکبین کو بلارعایت قرآنی سزا۔
- انفرادی ملکیتوں کا تحفظ۔
- فتنہ بازوں پر کڑی نگرانی
- راستوں میں حفاظتی چوکیوں کا قیام
- غنڈوں، رسہ گیروں، ظالموں، متکبروں کے لئے ابتدائی اصلاح اور آخر میں ناقابل معافی سزا۔

حفاظت حقوق انسانی

- کوئی انسان معاشی بدحالی کا شکار نہ ہو۔
- ہر انسان کو روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کیا جائے۔ (الحدیث)
- مزدوروں کے حقوق کا تحفظ یعنی کوئی ان کا حق غصب نہ کرے۔
- کسانوں کے حقوق کا تحفظ کہ کوئی زمیندار ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔
- بے روزگاری مکمل طور پر ختم کی جائے۔
- بے روزگاروں کے وظائف مقرر کئے جائیں تاوقتیکہ کسی کام پہ لگ جائیں۔
- زکوٰۃ، صدقات، خمس، فئی، خراج، عشر، کراء الارض، وقف، خزانے اور اموال زائد سے علاقتی قانون کی رو سے مطابق رفاع عامہ کے امور،
- غرباء، بے یار و مددگار، فقراء، مساکین، اپاہجوں اور بوڑھوں کے لئے وظائف مقرر کئے جائیں۔

تعمیراتی امور

- روئے زمین یعنی دوسرے ممالک کی طرح تعمیر و تمدن کے واجبات کو پورا کرنا۔
- کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، کمپنیوں، مشینوں، آلات حرب و ضرب، نئی نئی ایجادوں اور سائنسی امور کی ترقی کے لئے تمام معاشی اور سیاسی ضرورتوں کو پورا کرنا۔
- زرعی ترقیاتی امور میں توسیع کر کے کوئی خطہ بے آب و دانہ نہ رہنے دیا جائے۔
- درختوں، باغوں اور چمن زاروں کی مہم۔
- آبادیوں اور مکانوں کی تشکیل، نہروں کا اجراء، خوش حال زندگی کی تکوین۔
- معاشی اور اقتصادی امور کا توازن بحال رکھنا
- زراعت، تجارت، صنعت و حرفت، وراثت اور بیت المال کے علاقائی مراکز کا قیام،

تنظیم مملکت

- امانت دار مشیروں کا تقرر،
- علماء کی خصوصی مشاورت،
- صوبوں کی تشکیل،
- حاکموں اور عمالوں کے اخراجات کی دیکھ بھال
- محاکم عدلیہ کی مکمل آزادی،
- تحریر و تقریر کی مکمل آزادی،
- سرحدوں کی حفاظت کے لئے چھاؤنیوں کا قیام،
- افواج کی تنظیم، افواج کی ترتیب، افواج اور ان کے شب و روز کا خیال،
- عوام کے مساوی حقوق کی نگہداشت،
- عوام کو حکام کے پاس پہنچنے کی سہولت،
- ہر شہر اور ہر صوبہ کے روزمرہ حالات سے آگاہی،
- عدالت انصاف کے لئے نامزدگی،
- نظم مالیات و اقتصادیات کی اہمیت،
- عوامی شکایات اور عدل و انصاف پر گہری نظر،

خارجہ پالیسی

- ہمسایہ ممالک (مسلم و غیر مسلم) سے حسن سلوک،
- اقتصادی، سیاسی، تجارتی معاہدوں کا ایفاء
- دوست و دشمن کی پہچان،

امتناعی احکام

- شراب اور دیگر منشیات کی قطعی ممانعت۔
- جوا، قمار اور سٹہ کا کھیل، سود اور سودی کاروبار احتکار (سرمایہ جمع کر کے روک لینا خواہ جیسی اشیاء ہوں) اکتناز (دولت جمع کرنا)۔

لہٰذا اسلامی حکومت سرمایہ دارانہ تعیش کی متحمل ہے۔ نہ اشتراکیاتی فکری آزادی کو اس میں کوئی یارا ہے۔ دراصل یہ حکومت خدائی منشور کی علمبردار ہے جس میں ہر طبقہ فکر کے لئے مساوی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے رسول کا طرز عمل اس لائحہ عمل کے لئے نشان راہ اور اس کے خلفاء کی کارگذری اس قانون کی یادداشت ہے۔

ناظرین کرام:

آج پوری دنیا میں طرح معاشی تباہ حالی اور سیاسی ہیجان کا شکار ہے۔ اس کا واحد حل اسلامی معاشرہ کا قیام اور عدالت اسلامیہ کی ترویج کے ساتھ اسلامی معیشت کا فروغ ہے۔

تحریر- حضرت مولانا محمد رمضان علوی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جانشینِ رسول ﷺ ایک عظیم سیاستداں

جاں نثاری و محبت کی داستانیں دنیا کی تاریخ میں عجیب و غریب ملتی ہیں، مگر جو عشق و محبت کا کمال شاگردان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جاگزین و دل نشیں ہوا اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ وہ لوگ اپنی جان و مال، اعزو اقارب، دولت و احباب، گھر بار سب کچھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں قربان کر دینے کے لیے ہر وقت مضطرب و بے قرار رہتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر گردنیں کٹوا دینے کو فخر و عزت سمجھا۔ حب نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں اپنے بیوی بچے وطن تن من دھن قربان کر دینے کے لیے لمحہ فکر کی بھی نوبت نہ آنے دی۔ جہاں صحابہ کرام کو خطرہ ہوا کہ اعداء کی طرف سے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا چبھے گا وہاں اپنی گردنیں کٹوانے میں تو کوئی باک و حرج محسوس نہ کی مگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا نہ چبھنے دیا ہر مشکل سے مشکل گھڑی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہے۔ کسی لمحہ میں بھی آپ کا مبارک و مقدس دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ لیکن بایں ہمہ انسان کی تاریخ بھی بوالعجبی کا مجموعہ ہے، اگر ماننے پر آتا ہے تو تسلیم و رضا کا پیکر بن کر لکڑی اور پتھر کی بے جان مورتیوں کے سامنے اپنی جبین نیاز خم کرتے ہوئے سربسجود ہو جاتا ہے۔ اور اگر انکار کرنے پر آتا ہے تو اپنے حقیقی خالق و مالک خدائے لم یزل کو بھی بھول جاتا ہے۔ چنانچہ اس دھرتی میں ایسے ظالم لوگ بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود کا انکار کرنے پر فخر و ناز محسوس کرتے ہیں اور اس چشم فلک نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین انسانوں کو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بدگوئی اور بدزبانی کرنے میں کمال اور کامیابی و کامرانی سمجھتے ہیں اور ایسے شقی اور بدبخت بھی ہیں جو محسن کائنات ہادی موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات پر گوناگوں طعن و تشنیع کر کے اپنے دلوں کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ اسی طرح اس کرۂ ارضی پر ایسے احسان فراموش بھی ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مُصر ہیں جو کہ سید المرسلین، امام الانبیاء کی رسالت و نبوت پہ ایمان کا دعوے کرنے کے باوصف آپ کے خلفاء و رفقاء اور جانثاروں پر سب و شتم، تبرا اور لعن طعن کرنے میں کمال اور فوزِ عظیم سمجھتے ہیں اور بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اس فتنے اور ناپاک تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دیتے پھرتے ہیں، لیکن ان تمام خرافات بیہودگیوں اور بہیمانہ حرکتوں سے صحابہ کرام رض کی معصوم مبرّہ و منزہ تاریخ میں رتی برابر بھی نقصان نہیں پہونچتا وہ تو فوزِ دارین کے بلند و بالا منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔

صحابۂ کرام رض یوں تو تمام کے تمام آسمان رشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے، روشنی کے مینار اور اپنی عظمت و جلالت میں یکتائے روزگار ہیں۔ مگر ان میں جو درجات و مراتب حضرات خلفائے راشدین کو حاصل ہیں ان کی نظیر رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے اعتبار سے تو خلیفہ دوم ہیں، مگر بعض امتیازی خصوصیات کی بنا پر سارے اصحاب میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دینِ فطرت اور امت مسلمہ کی پاسبانی کا ایک غیر معمولی بوجھ، بلکہ ایک بہت بڑا بوجھل پہاڑ تھا۔ یہ ناقابل برداشت بوجھ اسلام کے دو مخلص ترین فرزندوں نے متحد ہو کر اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ان میں پہلی شخصیت حضرت صدیق اکبر اور دوسری شخصیت حضرت عمر فاروق کی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق کی کیفیت یہ تھی کہ انہیں ایک طرف فراق رسول کا غم کھائے جا رہا تھا اور دوسری طرف اسلام اور امت کے افکار ان کے دل و دماغ پگھلا رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وفاتِ نبوی ﷺ کے بعد آپ صرف سوا دو سال جی سکے۔ اس کے بعد یہ پورا بوجھ حضرت عمر کے کندھوں پر آگیا۔ موصوف نے ایسی مشقت اور جان کنی سے اپنے فرائض خلافت ادا کیے کہ دنیائے اسلام ہی نہیں، بلکہ دنیائے کفر و ضلالت بھی انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی۔ یہ حقیقت کسی مسلم اور غیر مسلم پر مخفی نہیں کہ اسلام کے عروج و سربلندی میں جانشین و مراد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرفروشانہ سعی و کوشش اور مخلصانہ جدوجہد و کاوش سے اور والہانہ وفاداری و جانثاری اور مجاہدانہ عرق ریزی و جاں فشانی سے ہی چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ جس نے دشمنان خدا و رسول کی تمام طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا۔ اور دنیائے کفر و ضلالت کے دانت کھٹے کر کے اسے ابدی نیند سلا دیا جن کے حسن تدبّر و مومنانہ فراست و بصیرت سے ایک ہزار

چھتیس شہر اور ان کے مضافات فتح ہوئے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں آپ کے انتظام سے چار ہزار مساجد پنج وقتی نماز کے لیے اور نو سو جامع مسجدیں تیار ہوئیں۔ آپ کا اپنی خلافت میں حکم تھا کہ جو مقام فتح ہو جائے وہاں مسجد تعمیر کر کے اس میں امام اور مؤذن مقرر کیا جائے۔ آپ نے دین کی تعلیم اور ترویج کے لیے یہاں تک تدبیر فرمائی کہ کوئی ایسا شخص تجارت کا کاروبار نہ کرے جو ضروری دینی مسائل کا علم نہ رکھتا ہو۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کی سب سے بڑی اور طاقت ور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ اور یوں دینِ حق کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کر دیا۔ نیز اسلامی حکومت کو اس قدر ملکی استحکام اور طاقت سے نوازا کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہ کر سکتی تھی۔ آپ نے اپنی دس سالہ خلافت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جن کی مثال تلاش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ یہ سب کچھ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا اثر و رسوخ تھا جو آپؐ نے اللہ سے حضرت عمر کے اسلام لانے اور ان کے ذریعہ اسلام کو عزت و عظمت، شان و شوکت جاہ و وقار حاصل ہونے کے لیے مانگی تھی۔ حضور علیہ السلام نے دعائیں اور آرزوئیں کر کے اللہ سے فاروقِ اعظمؓ کے ایمان کی منظوری حاصل کر لی۔ اور آپ نے دینِ فطرت کا غلبہ حضرت عمرؓ کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے میں دیکھا۔ اور واقعی حضور کی نگاہِ نبوت و چشمِ بصیرت نے حقیقتِ واقعیہ کو دیکھ لیا تھا۔

ضلعی امیر التفات فرمائیں

پاکستان کے تمام اضلاع امیر صاحبان سے استدعا ہے کہ اپنے اپنے ضلع کے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ایسے نامزد امیدواروں کے اسمائے گرامی و مکمل ایڈریس ارسال فرمائیں جو پاکستان قومی اتحاد کے نامزد کردہ ہیں اور جو کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے بعد جانچ پڑتال کے مراحل۔ گذر چکے ہیں اور اب انتخابی جد وجہد کے فیصلہ کن دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ دفتر کو ان احباب کے اسمائے گرامی اور جن حلقوں سے وہ انتخاب میں حصہ لے رہے ہیں جلد مطلع فرمائیں۔

دفتر کے ریکارڈ کی تکمیل کے لیے ان اطلاعات کی فوری ضرورت ہے۔ ایسی تمام اطلاعات فروری سے قبل موصول ہونی نہایت ضروری ہے۔

سید عطاء الرحمٰن جعفری سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ۔

امیدوارانِ قومی و صوبائی اسمبلی توجہ فرمائیں

کیا آپ نے الیکشن ایجنٹ کی تقرری کی ہے؟

ہر امیدوار اپنا ایک الیکشن ایجنٹ مقرر کر سکتا ہے۔ الیکشن ایجنٹ کا نام اس کی فہرست رائے دہندگان میں ہونا ضروری ہے۔ جس حلقہ سے امیدوار الیکشن لڑ رہا ہے الیکشن ایجنٹ قانونی طور پہ مجاز ہوگا کہ الیکشن کے تمام معاملات میں امیدوار کی نمائندگی کرے۔ امیدوار الیکشن ایجنٹ کو بدل بھی سکتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد کسی اور کو تعیّن بھی کر سکتا ہے۔

اگر کوئی امیدوار الیکشن ایجنٹ مقرر نہیں کرتا تو وہ اپنا الیکشن ایجنٹ خود ہی تصور کیا جائے گا۔ یعنی وہ خود ہی امیدوار اور خود ہی الیکشن ایجنٹ ہوگا۔

سید عطاء الرحمٰن جعفری سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

صاحبِ ثروت امیدوارانِ قومی و صوبائی اسمبلی توجہ فرمائیں

قومی اسمبلی کے ہر صاحبِ ثروت امیدوار پانچ پانچ صد روپے اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار تین صد روپے جمعیۃ کے

الیکشن فنڈز

کے لیے مرحمت فرما کر دینی حمیّت کا ثبوت دیں۔ الیکشن مہم چلانے کیلیے اسکی اشد ضرورت ہے۔ (مولانا محمد شریف وٹو نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل۔ لاہور

جمعیتہ طلباء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور پروگرام

جمعیتہ طلباء اسلام شہر گوجرانوالہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماعات ختم ہوگئے

جمعیت طلبار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۳ جنوری مرکزی دفتر لاہور میں زیر صدارت قائد ...بار میاں محمد عارف منعقد ہوا۔ اجلاس کی کاروائی کا آغاز ...اب عبدالمتین قریشی صاحب کی تلاوت کلام پاک ...ے کیا گیا۔

تلاوت کلام پاک کے بعد قائد طلبار نے موجودہ ...یاسی صورت حال کے بارے میں وضاحت کی۔ اور ...وجودہ صورت حال میں جمعیت کی پالیسی کے بارے میں ساتھیوں سے مشورے لئے۔

دیگر امور کے علاوہ مجلس شوریٰ نے یہ طے کیا کہ تمام اضلاع میں جلسے منعقد کئے جائیں۔

درج ذیل مقامات پر جلسے ہوں گے

۴ فروری بروز جمعہ ،، ،، ،، ،، مری
۵ ،، ،، ہفتہ ،، ،، ،، دینہ جہلم
۶ ،، ،، اتوار ،، ،، ،، لاہور
۷ ،، ،، پیر ،، ،، ،، اوکاڑہ ساہیوال
۸ ،، ،، منگل ،، ،، ،، بہاول نگر
۹ ،، ،، بدھ ،، ،، ،، بہاولپور، خیر پور
۱۰/۱۱ ،، جمعرات، جمعہ ،، رحیم یار خان
۱۲ ،، ہفتہ ،، ،، مظفر گڑھ
۱۳ ،، اتوار ،، ،، ڈیرہ غازی خان
۱۴ ،، ،، پیر ،، ،، ،،
۱۵ ،، ،، منگل ،، ،، ملتان
۲۰ ،، ،، اتوار ،، ،، شاہ کوٹ
۲۱ ،، ،، پیر ،، ،، سرگودھا
۲۲ فروری بروز منگل ،، ،، ،، ،، جھنگ
۲۳ ،، ،، ،، بدھ ،، ،، ،، میانوالی بھکر

دورۂ پنجاب

غلام اللہ طاہر، مسعود نیازی اوکاڑہ ساہیوال، بہاول نگر بہاولپور، رحیم یار خان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، ملتان،

۲۰ فروری تا ۲۳ فروری میاں محمد عارف، ندیم اقبال اعوان، ضیاء الرحمان فاروقی، ظہیر میر، شاہ کوٹ، سرگودھا، جھنگ، میانوالی، بھکر، کراچی کے لئے ضیاء الرحمان فاروقی۔

گوجرانوالہ

پہلا اجتماع جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں منعقد ہوا۔ جس میں پنجاب کے سیکرٹری جنرل جناب عبدالرؤف ربانی۔ پنجاب کے نائب صدر جناب ظہیر میر، شہر گوجرانوالہ کے صدر عبدالحق خان بشیر، نصرت العلوم کے صدر قاری نذیر فاروقی اور جمعیت کے ننھے منے کارکن جناب اعظم محمود نے خطاب کیا۔

دوسرا اجتماع مدنی مسجد دیگانوالہ بازار میں منعقد ہوا۔ جس میں حافظ گلزار احمد آزاد، جناب ظہیر میر، جناب شیخ محمد فاروق، جناب عبدالحق خان بشیر اور جمعیت کے ننھے منے کارکن جناب محمد اسلم نے خطاب کیا۔

تیسرا اجتماع صدیقیہ مسجد رسولپورہ میں منعقدہ ہوا۔ جس میں گورنمنٹ ڈگری کالج سٹوڈنٹس یونین کے وائس پریذیڈنٹ جناب رشید اختر کے علاوہ مولانا قاری عبدالقدوس قارن، حافظ گلزار احمد آزاد، جناب شیخ محمد فاروق، جناب عبدالحق خان بشیر، جناب قاری محمد نذیر فاروقی نے خطاب کیا۔

چوتھا اجتماع عثمانیہ مسجد پونڈانوالہ محلہ میں ہوا جس میں جناب عبدالحق خان بشیر نے خطاب کیا۔

پانچواں اجتماع شریف پورہ میں ہوا۔ جس سے جناب عبدالحق خان بشیر، جناب عبدالغفور بٹ، جناب نورحسین عارف نے خطاب کیا۔

چھٹا اجتماع رمضان پورہ میں منعقد ہوا۔ جس میں قاری محمد نذیر فاروقی، جناب عبدالحق خان بشیر اور جناب نورحسین عارف نے خطاب کیا۔

ساتواں اجتماع خالد کالونی میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب عبدالحق خان بشیر نے خطاب کیا۔

آٹھواں اجتماع مسجد حمزہ محلہ نور باوا میں منعقد ہوا جس میں شیخ محمد فاروق، جناب قاری نذیر فاروقی، جناب عبدالحق بشیر اور مولانا محمد امین کاشمیری نے خطاب کیا۔

نواں اور آخری اجتماع مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک بخاری روڈ میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب عبدالحق خان بشیر، جناب قاری نذیر فاروقی، جناب سخی داد بے لوچ، جناب ملک عبدالواحد نے خطاب کیا۔ ان تمام اجتماعات میں مقررین نے فلسفہ شہادت، شہادت عمرؓ۔ شہادت عثمانؓ۔ شہادت علیؓ۔ شہادت حمزہؓ اور شہادت حسینؓ کے عنوان پر خطاب کیا۔ آخر میں شیخ محمد فاروق نے تنظیمی امور پر خطاب کیا۔ جناب محمد زبیر بٹ نے مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش کیں۔

۱۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے صاحبزادے کوثی الفور

رہا کیا جائے۔

۲۔ یہ اجتماع حکومت کی طرف سے الیکشن کے فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ سیاسی مقدمات واپس لئے جائیں۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ختم کیا جائے۔ کیوں کہ یہ تمام چیزیں آزادانہ الیکشن کے لئے ضروری ہیں۔

۳۔ یہ اجتماع پاکستان قومی اتحاد کے قیام کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

۴۔ یہ اجتماع جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماعات میں پولیس مداخلت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس کی فی الفور تحقیقات کی جائے۔

۵۔ یہ اجتماع حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وزیر اعظم بھٹو کے فرمان کے مطابق ضلع گوجرانوالہ کے تمام سیاسی کارکنوں کے مقدمات واپس لئے جائیں۔

۶۔ یہ اجتماع اپنے قائدین جناب میاں محمد عارف، جناب محمد فاروق قریشی، جناب ندیم اقبال اعوان اور جناب عبدالرؤف ربانی کے علاوہ تمام قائدین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

۷۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے موجودہ الیکشن کو کالعدم قرار دے کر از سر نو الیکشن کرایا جائے۔

۸۔ یہ اجتماع جمعیت طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے نائب صدر جناب نسیم سحر صاحب کے دادا محترم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(آمین)

۹۔ یہ اجتماع پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے سیکرٹری جنرل جناب جاوید ابراہیم پراچہ کو یونیورسٹی سنیٹ میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کی عظیم کامیابی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

۱۰۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ جس طرح پورے ملک میں شہادت حسینؓ سرکاری طور پر منائی جاتی ہے۔ اسی طرح خلفاء اربعہ کی یاد بھی سرکاری طور پر منانے کا اہتمام کیا جائے۔

آخر میں مولانا مہر محمد صاحب نے دعا فرمائی۔ اور اجتماع اختتام پذیر ہوگیا۔

ان اجتماعات کے دوران شہر گوجرانوالہ میں جمعیۃ کی پندرہ شاخیں قائم کی گئیں۔

محلہ رسول پورہ : محلہ شریف پورہ
محلہ خالد کالونی : دیگانوالہ بازار
نعمانیہ روڈ : پونڈانوالہ محلہ
ماڈل ٹاؤن : گھنٹہ گھر
نور باوا : سول لائن
سٹیلائٹ ٹاؤن : نھانے والا بازار
باغبانپورہ : گرجاکھ
فیصل آباد وغیرہ

ان کے علاوہ،

عطاء محمد ہائی سکول ع۱ : عطاء محمد ہائی سکول ع۲
اسلامیہ کالج : گورنمنٹ کالج
گورنمنٹ ہائی سکول : نصرت العلوم
انوار العلوم : اشرف العلوم
امداد العلوم : مظاہر العلوم
مدرسہ رحمانیہ :

اور دیگر مدارس وسکولوں میں بھی شاخیں قائم کر دی گئیں ہیں۔

ان اجتماعات کے دوران شہر گوجرانوالہ میں تقریباً ساٹھ طلباء نے جمعیت کے پروگرام سے متفق ہو کر جمعیت میں شمولیت اختیار کی۔ جمعیت شہر گوجرانوالہ کے صدر جناب عبدالحق خان بشیر اور سیکرٹری جناب محمد زبیر بٹ نے ان کا خیر مقدم کیا۔

انتخاب جمعیت طلباء اسلام

عمرزائی وترنگزی

جمعیت طلباء اسلام ضلع پشاور کی کنوینگ باڈی کے اراکین سید نصیب علی شاہ بخاری اور حمید اللہ حامد نے تحصیل چارسدہ کا تنظیمی دورہ کیا۔ اور عمرزائی میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

دار العلوم تعلیم القرآن عمرزائی تحصیل چارسدہ

صدر .... عمر خان اللہ
نائب صدر .... محمد صادق
جنرل سیکرٹری .... محمد نور صاحب
ناظم .... حافظ عبدالحلیم
ناظم نشریات .... فضل مالک

سید نصیب علی شاہ بخاری نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت طلباء اسلام کا مقصد ملک میں اسلامی نظام تعلیم کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ اور جمعیت نے راہ حق میں جو قربانیاں پیش کی ہیں۔ وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت طلبہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتی ہے۔ تاکہ فنی اور دینی علوم حاصل کرنے والے طلبہ کے درمیان جو منافرت ہے وہ ختم ہو جائے۔ بعد میں ترنگزائی میں جناب سید الرحمان صاحب کو کنوینر مقرر کیا گیا

رحیم یار خان

جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ عربیہ بدر العلوم رحیم یار خان کا اجلاس زیر صدارت رانا محمود الحسن جنرل سیکرٹری جمعیت طلباء اسلام ضلع رحیم یار خان منعقد ہوا۔ سال رواں کے لئے مدرسے کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر .... حافظ غلام حسین صاحب
نائب صدر .... عبدالرشید ارشد صاحب جتوئی
ناظم عمومی .... عبدالرشید صاحب ایرانی
ناظم نشریات .... سیف اللہ شاہ صاحب
خازن .... " " "

دعائے خیر پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

شمولیت وانتخاب

جمعیت طلباء اسلام مدادیاں کا دورہ حافظ شوکت حیات صاحب، جناب رشید اختر نائب صدر ڈگری کالج حافظ آباد، جناب حافظ ریاض احمد صاحب نے کیا۔ رشید اختر صاحب نے جمعیت کے اغراض و مقاصد اور نصب العین بیان کئے۔ پندرہ طلباء نے جمعیت طلباء میں شمولیت کا اعلان کیا اور انتخاب ہوا۔

سرپرست .... مولانا محمد رمضان صاحب
صدر .... جناب شرافت علی
ناظم عمومی .... " محمد امین
خازن .... " حافظ سیف اللہ

جمعیت علماء اسلام کی سرگرمیاں

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

ڈیرہ غازی خان کے احباب سے مخدوم منظور احمد کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا مخدوم منظور احمد تونسوی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور نے جماعتی احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں کی کامیابی کے لیے مخلص جدوجہد کریں۔ بالخصوص ڈیرہ غازی خان سے قومی اسمبلی کے حلقہ ۱۲۴ تونسہ شریف میں جدوجہد کے لیے وقت ضرور نکالیں، کیونکہ اس حلقہ سے جمعیۃ علماء اسلام کے قاید اور پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود صاحب انتخاب میں حصہ لے رہے ہیں۔ مولانا مخدوم منظور احمد نے امید ظاہر کی کہ اس حلقہ سے پاکستان پیپلز پارٹی کے نمایندہ کی ضمانت ضبط ہو گی۔ اور مولانا مفتی محمود شاندار اکثریت کے ساتھ کامیابی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر محمد صدیق ٹوانہ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو گئے

قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے معروف سیاسی و سماجی کارکن ڈاکٹر محمد صدیق ٹوانہ نے اپنے رفقاء سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور جمہوری اقدار کی بحالی کے سلسلہ میں قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمود کی انتھک جدوجہد سے متاثر ہو کر میں نے جمعیت علماء اسلام میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ جمعیۃ کے ضلعی امیر مولانا محمد سرفراز خان نے اور ناظم عمومی ڈاکٹر غلام محمد نے ایک بیان میں ڈاکٹر صاحب کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی پُرجوش حمایت کا اعلان

گذشتہ روز حلقہ گوال منڈی گندا انجن لاہور کے شہریوں کا ایک بھرپور اجلاس منعقد ہوا جس میں کم و بیش ۳، ۴ سو افراد نے شرکت کی جمعیۃ علماء اسلام حلقہ انارکلی کے راہنما مولانا میاں عبدالرحمٰن اور قلعہ لچھمن سنگھ کے امیر مولانا قاری عبدالحمید نے اجلاس سے خطاب کیا۔

اجلاس کے تمام شرکاء نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ قومی اسمبلی کے لیے پاکستان قومی اتحاد کے ہر دلعزیز نمایندے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی پُرجوش حمایت کی جائے گی۔ اور ان کی شاندار کامیابی کے لیے بھرپور جدوجہد کی جائے گی۔

قومی اتحاد کی مختلف مرکزی سیٹوں میں جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے

سٹیڈنگ کمیٹی و مالیاتی کمیٹی: جناب عبدالحمید بٹ شیرانوالہ گیٹ لاہور فون نمبر ۶۷۵۴۵۔

نشریاتی کمیٹی: جناب سعید الرحمٰن علوی مدیر خدام الدین لاہور فون نمبر ۶۷۵۴۵۔

قانونی کمیٹی: میاں محمد عارف ایڈووکیٹ گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۵۱۰۲

منشور و دستور کمیٹی: زاہد الراشدی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۲۲ پی پی (ناظم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

بلوچستان قومی اتحاد کے کارکنوں سے اپیل

حافظ حسین احمد سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان نے جمعیۃ کی تمام شاخوں سے اور کارکنوں سے کہا ہے کہ چونکہ پاکستان قومی اتحاد نے صوبہ بلوچستان میں انتخابات کا بائیکاٹ کیا ہے اس لیے نہ کسی آزاد امیدوار کی حمایت کی جائے اور نہ اپنے ووٹوں کو استعمال کیا جائے۔ حکومت یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ آزاد امیدواروں کا تعلق حزب اختلاف سے ہے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حکومت کی ان افواہوں سے ہوشیار رہیں۔

حلقہ جیا موسیٰ لاہور

حلقہ جیا موسیٰ کے تمام معززین حضرات کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا قاری نور محمد صاحب قومی اتحاد کے امیدوار پی پی ۹۴ کے ساتھ مکمل تعاون کا اظہار کیا اور اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا۔

شرکاء اجلاس:

جناب حافظ عبدالغفور صاحب، ڈاکٹر محمد شفیع صاحب، خورشید خان صاحب، حاجی ابوبکر صاحب، اختر علی صاحب، ملک محمد شیر صاحب جناب شیر محمد صاحب، قاری نور محمد صاحب محمد شفیع غوری صاحب، بابو احمد علی صاحب مولانا اللہ داد صاحب احسن سعید صاحب، جناب محمد صدیق صاحب، جناب اشرف صاحب، محمد اسماعیل صاحب، حبیب اللہ صاحب، عبدالحمید صاحب، قاری تاج محمد صاحب۔

اظہار تعزیت

جمعیت العلماء اسلام کے ممتاز راہنما مولانا محمد ابراہیم
۔لاہور نے مولانا حکیم عبدالسلام صاحب مرحوم کی
ت پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا۔ مولانا حکیم عبدالسلام
ب مرحوم تحریک آزادی کے راہنما تھے۔ آپ نے
ی کی خاطر اور اسلام کے لئے بے پناہ قربانیاں دیں
یارہ برس تک آپ پابند سلاسل رہے۔ آپ نے
ق کی ہمیشہ حمایت کی اور آخر وقت تک آپ علماء حق
ساتھ وابستہ رہے۔ مولانا محمد ابراہیم نے لبستر علالت
بیان جاری کرتے ہوئے مولانا مرحوم کے لئے دعا
ے اللہ رب العزت مولانا کو جنت الفردوس میں
نایت فرمائے۔

آپ نے ان کے پسماندگان سے گہری ہمدردی
ظہار کیا۔ اور جمعیت علماء اسلام حلقہ انارکلی لاہور کی
ں سے بھی آپ کی موت پر اظہار غم کیا گیا۔

کستان قومی اتحاد سے تعاون کی یقین دہانی

گذشتہ رات حلقہ گوالمنڈی کے معززین شہر اور ممتاز
ر رہنماؤں اور طلباء ساتھیوں کے ایک اجتماع سے
ت العلماء اسلام کے رہنما حافظ میاں عبدالرحمٰن نے
ب کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک کی سالمیت اور
رف اور صرف نظام اسلام میں ہے۔
میاں عبدالرحمٰن نے عوام سے اپیل کی کہ پاکستان قومی
کا بھرپور ساتھ دیں۔ تاکہ آمریت ظلم و تشدد جبر و استبداد
۔ اور عوام سکون و راحت کی زندگی بسر کریں۔ میاں
رحمٰن نے تمام حضرات سے اپیل کی کہ وہ مولانا
ئد صاحب انور و دیگر رہنماؤں کو کامیاب کریں۔
علق پاکستان قومی اتحاد سے ہو۔ تاکہ ملک میں اسلام
بالا ہو۔ اجلاس کے آخر میں ممتاز مزدور رہنما جناب
لدین بٹ نے مولانا عبیداللہ صاحب انور کی مکمل
کا یقین دلایا۔ اور پاکستان قومی اتحاد کی حمایت
گیا۔

اعتہ محمود آباد کراچی

ء اسلام حلقہ محمود آباد طفہ لستیاں کراچی کا

ایک اجلاس زیر صدارت امیر جمعیت جناب مولانا محمد صدیق صاحب مورخہ ۱۶ جنوری ۷۷ء کو جناب قاری عبدالعزیز خازن جمعیت کی قیام گاہ پر ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اکابرین کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کے عزائم اور عمر میں برکت دے۔

۲۔ یہ اجلاس پاکستان قومی اتحاد کے قیام کو تاریخ میں ایک عظیم کارنامہ قرار دیتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور پاکستان کے استحکام کے لئے مسلمان قوتوں کو متحد رکھے۔

۳۔ یہ اجلاس اس عظیم الشان اتحادی کارنامے پر پاکستان کے قومی اتحاد لیڈروں کو مبارک باد دیتا ہے۔ اور اپنے حلقہ میں پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں کو مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

۴۔ یہ اجلاس پاکستان قومی اتحاد کے لیڈروں پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور محب وطن رہنماؤں کو یقین دلاتا ہے۔ کہ انشاء اللہ آپ کا عظیم اتحاد ضرور رنگ لائے گا۔ اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

۵۔ یہ اجلاس ناظم نشر و اشاعت جناب عبدالناصر سلطان کے والد کی وفات حسرت آیات پر گہرے افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مرحوم کے لئے بلندئی درجات اور وابستگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

انتخاب شہداد پور ضلع سانگھڑ

امیر: حضرت مولانا دوست محمد صاحب، خطیب شہری مسجد شہداد پور
نائب امیر: مولانا نور الدین صاحب مہتمم مدرسہ روضۃ العلوم شہداد پور
ناظم اعلیٰ: مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب نور محمدی مسجد شہداد پور
نائب ناظم: مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم مدرسہ تحسین القرآن شہداد پور
خازن: حاجی طفیل محمد صاحب آڑھتی شہداد پور
سالار: حافظ محمد جمیل صاحب واچ میکر شہداد پور
نائب سالار: حافظ محمود الحسن صاحب شہداد پور

جمعیت العلماء اسلام ضلع سانگھڑ کے جنرل سیکرٹری محمد طفیل نے شہداد پور کے نو منتخب عہدیداران کو مبارک باد دی ہے اور اس امید کا اظہار کیا ہے کہ نہ صرف شہداد پور میں بلکہ ضلع بھر جمعیت کو ایک مؤثر اور مضبوط جماعت بنانے میں یہ حضرات اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔

الحاج محمد خاقان صاحب ایم اے اپنے رفقاء سمیت جمعیۃ علمائے اسلام میں شامل ہو گئے

جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے امیر اور پاکستان قومی اتحاد تحصیل مری کے سیکرٹری اطلاعات مولانا قاری محمد اسد اللہ عباسی موضع ادیاہ کے دورے پر پہنچے ان کے ہمراہ جمعیت کے سرگرم رکن جناب محمد ایاز عباسی بھی تھے۔ موضع ادیاہ کی بااثر شخصیت جناب الحاج محمد خاقان عباسی صاحب ایم اے، اپنے سینکڑوں ساتھیوں کے ہمراہ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو گئے۔

امیر جمعیت تحصیل مری مولانا عباسی نے جناب خاقان صاحب کی جمعیت میں شمولیت کا زبردست خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ جناب خاقان صاحب کی جمعیت میں شمولیت اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ خاقان صاحب ایک بہترین تجربہ کار، تعلیم یافتہ اور سنجیدہ انسان ہیں۔ آپ کی شمولیت سے جمعیت کے تمام کارکنوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

جناب قاری اسد اللہ عباسی نے امید ظاہر کی کہ اب موضع ادیاہ میں جمعیت کا مثالی کام ہو گا۔ انشاء اللہ۔

بعد میں مولانا عباسی کی زیر نگرانی موضع ادیاہ میں درج ذیل ابتدائی شاخ کا انتخاب ہوا۔

امیر؛ الحاج محمد خاقان عباسی صاحب ایم اے۔

سیکرٹری؛ جناب عزیز احمد صاحب ادریاہ

خازن؛ حاجی حیات اللہ خان صاحب ادریاہ

اجلاس میں امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ اور قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس۔ بہل

گزشتہ دنوں مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن جامع مسجد کرنالوی میں جمعیت علماء اسلام کا اجلاس ہوا جس میں حسب ذیل حضرات نے شرکت کی۔

مولوی عبدالحمید خطیب جامع مسجد ارائیاں والی۔

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب خطیب جامع مسجد ارائیاں والی۔

۱ رانا جمیل احمد ۲ رانا محمد رفیق

۳ رانا محمد رفیق آڑھتی اڈا بہل۔

۴ رانا نور محمد آڑھتی ۵ رانا محمد حنیف آڑھتی

۶ سوفی عبدالجبار صاحب گھڑی ساز

۷ رانا جاوید علی صاحب

۸ رانا ارشاد صاحب کلاتھ مرچنٹ اڈا بہل

۹ رانا خورشید علی صاحب

۱۰ رانا صوفی عمر دراز صاحب

۱۱ چوہدری فیض علی صاحب

۱۲ " خیردین

۱۳ " فجر علی

۱۴ ڈاکٹر اسلام الدین

ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ اجلاس کی کارروائی حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوئی اجلاس سے حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نے خطاب کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ جس جماعت سے منسلک ہیں۔ یہ شروع ہی سے دین کی خدمت کر رہی ہے۔

مولانا نے کہا کہ اب آپ لوگ الیکشن کے لئے ان تھک کوشش کریں اور محاذ کے نمائندوں کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات ایک کر دیں۔ تمام ساتھیوں نے وعدہ کیا کہ ہم محاذ کے نمائندہ کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور کوشش کریں گے۔

اجلاس سے رانا محمد رفیق صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام حلقہ بہل نے بھی خطاب کیا۔ اجلاس میں ڈاکٹر اسلام الدین کا جذبہ قابل داد تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تمام کوششیں جماعت کے لئے وقف کر دینے کا وعدہ کیا۔

شاہدرہ لاہور

جمعیت علماء اسلام شاہدرہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۱ر جنوری چار بجے شام بمقام عیدگاہ شاہدرہ ٹاؤن میں ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا ملک شیر محمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں شاہدرہ کے علاوہ گرد و نواح کے لوگوں نے بھی شرکت کی۔

حاضرین سے حضرت مولانا اللہ داد صاحب نے انتخابات کے سلسلے میں تفصیلی خطاب فرمایا اور اس بات پہ زور دیا کہ آپ لوگ باہمی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کے نمائندوں کو کامیاب کر کے اس ظالم اور جابر حکومت سے نجات حاصل کریں۔

ان کے بعد حضرت مولانا شیر محمد صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوتے اپنے خیالات سے اجلاس کو مزین فرمایا۔ مولانا موصوف کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

مردان شہر

گزشتہ دنوں زیر صدارت امیر شہر جمعیت علماء اسلام حافظ فضل ربی کی زیر صدارت مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز حافظ عبدالرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ چونکہ ناظم اعلیٰ شہر مردان حاجی امین اللہ پشاور اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ اس وجہ سے حافظ حسین احمد ناظم اول شہر مردان نے اجلاس میں سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔

اجلاس سے ناظم اعلیٰ حافظ گل رحیم صاحب اور حافظ حسین احمد نے اجلاس کے ایجنڈہ کے مطابق مفصل خطاب کیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ گل رحیم نے واضح طور پر حاضرین کو اس بات سے آگاہ کیا کہ موجودہ وقت علماء مسجد کے کونے سے نکل جائیں۔ اور صاحب کشف لوگ اپنے تمام کام چھوڑ کر صرف ظالم کے خلاف جہاد جو

ووٹ کے ذریعہ ہوتا ہے انجام دیں
حکومت کے کارناموں سے عوام کو آگاہ
مسلمانوں کو اسلام کے دائرہ کے اندر ر
استعمال سے آگاہ کریں۔

گرفتاری کی مذمت اور مطا

شکارپور؛ گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلا
پورشہر کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت
مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت علماء اسلام
شکارپور بمقام مدرسہ اشرفیہ محلہ دین پور میں من
اجلاس سے حضرت مولانا عبداللہ صاحب اور
مولانا غلام قادر صاحب ناظم اول جمعیت علما
صوبہ سندھ اور مولانا حضور الدین صاحب خا
علماء اسلام شکارپور نے خطاب کیا۔

آخر میں سندھ کے روحانی پیشوا اور
عدالت شرعیہ پاکستان اور نائب امیر مرکزیہ
مولانا عبدالکریم صاحب قریشی آف بیر شر
انسانیت اور حیوانیت کی مکمل تمیز اور عدل
متعلق مفصل خطاب فرمایا۔

درج ذیل قرارداد اتفاق رائے سے
کی گئی۔

یہ اجلاس قومی اتحاد پاکستان کے نامزد
مولانا جان محمد صاحب عباسی کی گرفتاری عین
جب کہ کاغذات کے داخل کرانے کا وقت
کی مذمت کرتا ہے اور اس کو حکومت کی بزد
کہتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت انتخ
غیر جانبداری کا ثبوت دیں۔

چک نمبر ۲۹۴ ابن تحصیل ٹوبہ ٹیک

۱۵ر جنوری؛ جمعیت علماء اسلام چک
ابن کے زیر اہتمام جلسہ منعقد ہوا جس میں
محمد اسلم خطیب گوجرہ، مولانا محمد حسین
حفظ القرآن موضع نور گڑھ ضلع ملتان او
طفیل نیاز محمود نے خطاب کیا۔ مولانا محمد
نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی
فیوض و برکات بیان فرمائے۔ اور لو
علماء حق کا ساتھ دینے اور ووٹ
کرنے کی تلقین فرمائی۔ مولانا محمد

کہ حکومت نے آج تک کوئی اسلامی قانون کی طرف قدم نہیں اٹھایا۔ پاکستان عوام کو حکومت نے آج تک اندھیرے میں رکھا۔ نہ روٹی نہ کپڑا نہ مکان۔ ابن طفیل نیاز محمود نے کہا کہ آج پی پی پی کی حکومت نے مسلم عوام پر نو ڈویژن فوج مسلط کر رکھی ہے۔ اور حکومت بہانہ کر دیتی ہے کہ فوج بلوچستان میں سڑکیں تعمیر کر رہی ہے

قرار دادیں

۱۔ انتخاب آزادانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر کرائے۔

۲۔ حکومت نے جن مذہبی اور سیاسی لیڈروں کو جیل ڈال رکھا ہے ان کو فوراً رہا کیا جائے۔

۳۔ حلقہ ٹوبہ میں کھل خرید نے بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ حکومتی ریٹ سے دکاندار بہت زیادہ پیسے عوام سے لیتے ہیں اور محکمہ انہار والے عوام کو آئے دن پریشان کرتے ہیں حکومت ان دونوں کاموں کی چھان بین کر کے عوام کی تکالیف کو دور کرے۔

بھارکھاکھی

گذشتہ دنوں لبستی بھارکھاکھی تحصیل لیاقت پور جمعیت علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت میاں جی بنی بخش صاحب امیر جمعیت منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مختار احمد نے کی۔ اس کے بعد محمد اقبال اختر نے تقریر کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ اور ان کے تمام مقدمات واپس کئے جائیں۔

اس کے بعد مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب ناظم جمعیت نے تقریر کرتے ہوئے۔ انتخاب کے بارے میں کارکنوں کو ہدایت کی کہ انتخاب کی تیاری مکمل کریں۔

انہوں نے حکومت پر الزام لگایا کہ اب حکمران پارٹی بوکھلا گئی ہے۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ قومی اتحاد کے لیڈروں کو گرفتار کر کے بند کر رہی ہے۔ تاکہ مقابلہ نہ کر سکیں۔

سارو کے۔

یہ نادان گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

انتخابات کی آمد آمد ہے ہر طرف ہر امیدوار کی کنویسنگ ہو رہی ہے۔ پاکستان قومی اتحاد کے نامزد ممبران کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو کسی میدان میں شکست کا سامنا ہوا ان میں اتحاد اور یک جہتی کا فقدان تھا۔ بحمد للہ آج مسلمانوں کی یہ کمزوری دور ہو گئی اب دوسرا مرحلہ ہے ووٹنگ کا، جب تک ہر جماعت کا ورکر اپنے دل میں دوسری جماعت والوں سے ذاتی یا دینی و دنیاوی عناد رکھے گا تو کامیابی مشکل ہو گی، بلکہ ہر ورکر یہ سوچے کہ یہ میری ہی جماعت کا کام اور میری جماعت کا امیدوار ہے۔ اختلافات سے بالا ہو کر کام کریں گے تو انشاء اللہ کامیابی تمہارے قدم بوسی کرے گی۔ پھر انشاء اللہ ہمیں دن دیکھنا نصیب ہو گا جب اس ملک میں اسلام کا بول بالا ہو گا اور اور اسلام کے دشمنوں کا منہ کالا ہو گا۔

اغیار نے تو اسلام کی دشمنی میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیا اور داعیان اسلام کی مزاحمت کے لیے سر توڑ کوشش کی۔ اس کا ہمیں بالکل غم نہیں، کیونکہ ان کی فطرت ہی میں اسلام کی دشمنی راسخ ہے، مگر افسوس اس بات پر ہے کہ اس رحمتِ کبریٰ کو اپنوں نے نہیں اپنایا۔ بیگانوں کی بے رُخی و بے گانگی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، مگر یگانوں کی بے اعتنائی و کنارہ کشی اور اجنبیت کو کیسے معاف کیا جائے۔ کل تلک جن کو علماء دین کے لقب سے پکارا جاتا تھا، آج وہی اسلام دشمنوں کے دروازوں پر کاسۂ گدائی لے کر بھیک مانگ رہے ہیں۔ کاش ایسے مسند نشینانِ مکتب اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پوری توجہ مبذول کر کے اپنا فرض پورا کرتے اور قوم کے درد کی دوا بہم پہونچاتے کیونکہ علم و حکمت کا مقصود مظلوم و مفلوج اور درد رسیدہ انسانیت کی چارہ سازی و غم سازی اور اغیار کے جارحانہ حملوں سے مجروح و جاں بلب قوم کا فکر استعلاج ہے

مگر الٹا یہ تو قوم کو قصابوں کے حوالے کر رہے ہیں۔ راہنما بن کر راہزنی کر رہے ہیں۔ کیا ان ہی کو ذاتِ خداوندی و لسان نبوی نے انبیاء بنی اسرائیل کے مثل کہا تھا۔؟ جنہوں نے چند ٹکوں کی خاطر ایمان کا سودا کر لیا۔ اور اپنے ساتھ قوم کو بھی بیچنا چاہتے ہیں۔ میری ایسے علماء سے اپیل ہے کہ خدارا اپنے آپ کو ان اکابر کا جانشین کہلانا چھوڑ دو جنہوں نے کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی، جنہوں نے سولی کو حق کی پاداش میں چوم لیا۔ خدا ان کی قبروں کو منور کرے جو کشاں کشاں تختہ دار پر چڑھ گئے، شاداں شاداں گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ خنداں خنداں آتشِ سوزاں میں کود گئے مگر دامنِ اسلام پر ذرا بھی داغ نہ لگنے دیا۔ خود فنا ہو گئے دین کو بقا دے گئے۔ خود دارِ آخرت میں کوچ کر گئے، لیکن دین کو ہمارے لیے مشعلِ راہ بنا گئے اسلام کا لیبل بھی لگانا اور پھر حق کی حمایت نہ کرنا اور نا انصافی کا ساتھی بن کر دنیا میں رہنا اور جان دینا بڑی بدنصیبی ہے۔ دنیا میں اسلام کا غلبہ قائم کرنے کے لیے ہمیں مشترکہ جد و جہد کرنی چاہیے۔ آج ہمارے ملک میں سیاسی شعور ترقی پذیر ہے، آج ہمیں اپنے عمل کا جائزہ لینا ہے اور اپنی منزل متعین کرنی ہے پاکستان میں نام کے مسلمانوں کا غلبہ نہیں، بلکہ اسلام اور نیکی کا غلبہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ ہمارے اس ملک میں غریب کی زندگی آنسوؤں کی درد بھری مالا ہے جو ہر غریب کے گلے کا ہار ہے۔ غریبوں کے دل مفلسی کے باعث آہوں اور سسکیوں کی بستی بنے ہوتے ہیں۔ نامعلوم ان دین کے ٹھیکیداروں کو غریبوں کی آہیں اور اسلام کی آہ و فغاں کیوں سنائی نہیں دیتی جن پر انہوں نے کبھی کفر کے فتوے صادر کیے تھے، آج انہی کی آغوش میں بیٹھے نظر آتے ہیں جو کل ان کی نظروں میں کل تلک کافر تھے وہ آج پکے مسلمان ہیں۔